عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد: ۲۹ | ۲۲ شعبان تا ۲ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۸تا۱۵ اگست ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۳۰

تراویح کے ضروری مسائل

رمضان کا استقبال

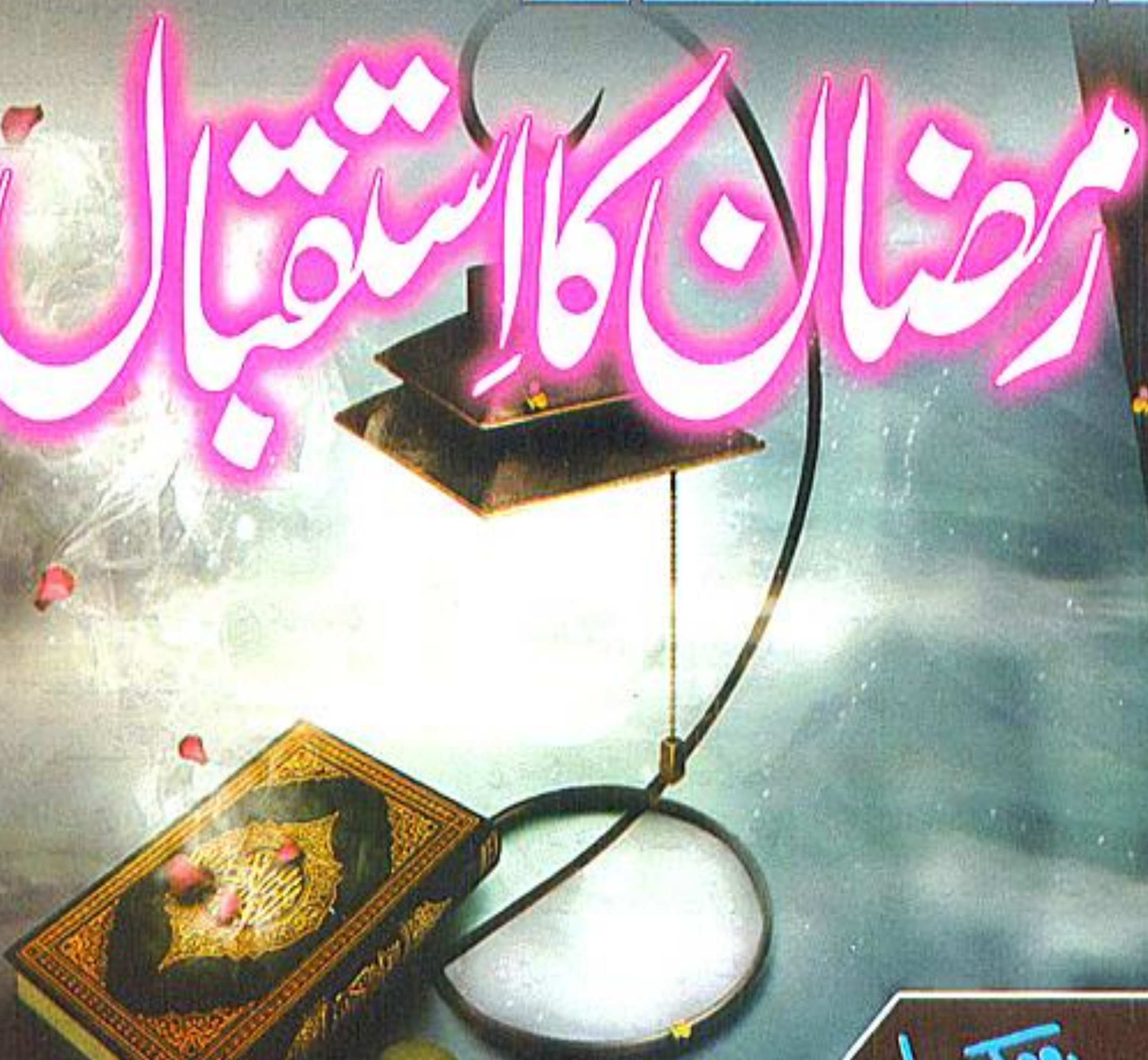

روزے کے فضائل واحکام

مسئلہ تکفیر اور غامدی فکر و سوچ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.c
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

پراپرٹی کمیشن

محمد جان، پشاور

س:...... میں پراپرٹی کا کام کرتا ہوں، جب بھی سودا ہوتا ہے تو اس سے میرا حصہ ہوتا ہے، کچھ روپے خریدنے والے اور کچھ بیچنے والے سے لیتا ہوں۔ برائے مہربانی مجھے یہ بتائیں کہ یہ ٹھیک ہے یا غلط؟

ج:...... اگر خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کو معلوم ہو کہ آپ دونوں سے کمیشن لیں گے تو آپ کا کمیشن حلال ہے۔

قومی بچت کا نفع سود ہے

سائرہ مجید، کراچی

س:...... قومی بچت اسکیم میں پیسہ جمع کروانے پر اگر میں طے کرلوں کہ ۲۰ فیصد منافع غریبوں کے لئے مختص کردوں، میرے پاس چند لاکھ روپے ہیں، کاروبار کا تجربہ نہیں ہے اور موجودہ مہنگائی کو مدنظر رکھتے ہوئے مشکل ہوتی ہے۔ اسلامی مذہب مشکل نہیں بلکہ آسانیاں فراہم کرتا ہے، کیا ایسے عمر رسیدہ افراد جن کے پاس جھنجھٹ اور مشکل سے بچنے کا کہ وہ پیسہ انویسٹ کرسکیں ہمارا مذہب کیا کہتا ہے؟ اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیت جان لیتا ہے۔

ج:...... قومی بچت اسکیم میں رقم رکھنا اور اس سے نفع حاصل کرنا ناجائز ہے، کیونکہ یہ سود ہے۔ آپ نے ساری زندگی گزارلی اب آخری وقت بے سود کھا کر اپنی دنیا آخرت تباہ نہ کریں، یہ رقم نکال کر کسی غیر سودی ادارہ میں جمع کرادیں یا پھر ذاتی کاروبار کریں۔

اونٹ میں بھی سات حصے ہوتے ہیں

رفعت دوست محمد، کراچی

س:...... مجھے الہدیٰ انٹرنیشنل اسلام آباد کی جانب سے ایک تحریر موصول ہوئی ہے۔ جس کے مطابق قربانی کے موقع پر ایک اونٹ میں دس افراد شریک ہوسکتے ہیں۔ جبکہ میری معلومات کے مطابق غلط ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ سنت کے مطابق تفصیلاً تحریر کریں تاکہ عوام الناس کو شریعت کی آگاہی ہو۔

ج:...... جی ہاں آپ کی بات صحیح ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی میں اونٹ کے بھی سات حصے اور سات قربانیاں ارشاد فرمائی ہیں۔ الہدیٰ انٹرنیشنل والے غیر مقلد ہیں اور ان کے نزدیک صرف یہی نہیں اور بھی بہت کچھ جائز ہے۔ مثلاً ان کے ہاں نماز کی قضا نہیں ہے، وہ ایصال ثواب کے بھی منکر ہیں وغیرہ۔ اس کے لئے ''الہدیٰ انٹرنیشنل کیا ہے؟'' نامی کتاب کا مطالعہ کریں۔

قیامت جمعہ کے دن آئے گی؟

شہناز شاہد و عروج فاطمہ، کراچی

س:...... کیا شرعی طور پر عیدالفطر، یوم عاشورہ اور یوم قیامت ایک ہی دن یعنی عیدالفطر، یوم عاشورہ اور یوم حساب تینوں صرف ایک ہی دن ہوں گے؟

ج:...... حدیث میں آتا ہے کہ قیامت جمعہ کے دن واقع ہوگی اور اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔

س:...... ۱۴۳۰ھ کا آغاز ہوچکا ہے عیسوی کا رائج ہونا کب ہوا، کیا اللہ تعالیٰ نے ۱۴۳۰ سال قبل ہی زمین اور آسمان بنائی تھی، کیا اس سے قبل زمین اور آسمان وجود میں آئے تھے؟

ج:...... اس وقت دنیا میں دو سن رائج ہیں، ایک عیسوی کہلاتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے منسوب ہے، تمام سرکاری دفاتر میں بین الاقوامی طور پر وہی رائج ہے۔

دوسرا ہجری سن ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے شروع ہوا، موجودہ سن ہجری جو ۱۴۳۰ھ لکھا جاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی طرف ہجرت کو ۱۴۳۰ سال ہوگئے ہیں۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۲۹ — ۲۶/شعبان تا ۵/رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۹ تا ۱۵/اگست ۲۰۱۰ء — شمارہ: ۳۰

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مسئلہ تکفیر اور غامدی فکر و سوچ	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
رمضان کیوں آیا ہے؟	۹	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
رمضان کا استقبال	۱۲	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
روزے کے فضائل و احکام	۱۴	مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی
دیارِ حبیبؐ سے دیارِ غیر تک (۵)	۱۷	مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ
تراویح کے ضروری مسائل	۱۹	مفتی محمد بن محمد جمیل خان
مسئلہ ختم نبوت.... فقہاء کرام کی نظر میں!	۲۰	مفتی عنایت الرحمن علوی
قابلِ رشک زندگی اور لائق فخر موت	۲۲	مولانا محمد عرفان
توہینِ رسالت کے ملزموں کا قتل	۲۳	پروفیسر خباب احمد خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

قیامت کے حالات

حوضِ کوثر کے برتنوں کا بیان

اس کے برعکس جو شخص فکرِ آخرت کے بجائے فکرِ دُنیا کو اپنے اُوپر مسلط کرلیتا ہے، اسے کبھی سیری و سیر چشمی نصیب نہیں ہوتی، بلکہ اس کی حرص وہوس کے دوزخ سے ہمیشہ "ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ؟" کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں، اور یہ غریب، نفس کی خواہشوں اور فرمائشوں کو پورا کرنے کے لئے دیوانہ وار بھاگ دوڑ کرتا ہے، کوئی خواہش پوری ہوگئی تو بیس اور خواہشوں کو جنم دے گی جن کا پورا کرنا اس کے حیطۂ اختیار سے باہر ہوگا، اور یہ ان کے غم میں گھلتا اور اپنی حرص کی آگ میں جلتا رہے گا، کبھی اس کو اطمینان کا سانس نصیب نہیں ہوگا، اور ملے گا وہی جو مقدر ہوگا، خواہ کتنی ہی تگ ودو کرلے، مقدر سے زیادہ ایک دانہ بھی اس کو میسر نہیں آسکتا۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں: اے آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لئے فارغ ہوجا، میں تیرے سینے کو غنا سے بھردوں گا اور تیرے فقر کو روک دوں گا، اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے ہاتھوں کو مشغولیت سے بھردوں گا اور تیرے فقر کو نہیں روکوں گا۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۷۰)

اس حدیث کا مضمون بھی گزشتہ حدیث کے مضمون کے قریب ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندے کو رزق تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتا ہے، مگر اس کے لینے کے دو طریقے ہیں، ایک یہ کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ان کے اَحکام کی بجاآوری کے لئے فارغ ہوجائے (اس میں رزق کمانے کے اَحکام بھی آگئے) اور رزق کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے، وہ جس قدر عطا فرمائیں، جس شکل میں عطا فرمائیں اس پر راضی رہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کو یہی طریقہ پسند ہے اور اس حدیث میں اسی کی ترغیب دی گئی ہے۔ دُوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت واَحکام کی بجاآوری کی پروا کئے بغیر اسباب کے ذریعے رزق تلاش کرنے میں منہمک رہے، یہ طریقہ نہایت مذموم ہے، اس سے انسان کا فقر دُور نہیں ہوتا بلکہ اس میں اضافہ ہوتا ہے۔

کاشانۂ نبوت کی معیشت کا نقشہ

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ہمارے یہاں ایک پردے کا کپڑا تھا جس پر نقش ونگار بنے ہوئے تھے، وہ میرے گھر کے دروازے پر آویزاں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ: اس کو اُتار دیں کیونکہ یہ مجھے دُنیا کی یاد دِلاتا ہے۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ہمارے پاس ایک پُرانی کملی تھی جس پر ریشم کا کام کیا ہوا تھا، ہم اسے پہنا کرتے تھے۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۷۰)

دروازے پر منقش پردے لٹکانا محض زینت وتجمل ہے۔

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تھے چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۷۰)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

کے گھر میں ایک بکری ذبح ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسے تقسیم کرنے کا حکم فرماکر باہر تشریف لے گئے، جب واپس گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے دریافت فرمایا: اس میں سے کتنا گوشت بچ رہا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ: اس میں سے ایک دستی کے سوا کچھ نہیں بچا۔ ارشاد فرمایا کہ: ایک دستی کے سوا ساری بچ رہی۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۷۰)

یعنی جتنا گوشت تقسیم ہوگیا وہ تو سارے کا سارا ذخیرۂ آخرت بن گیا، اور جو تقسیم ہونے سے بچ گیا وہ ذخیرۂ آخرت بننے سے رہ گیا۔

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر والے ایک ایک مہینے تک چولہے میں آگ روشن نہیں کرتے تھے، صرف پانی اور کھجوروں پر گزر بسر ہوتی تھی۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۷۰)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ہمارے پاس تھوڑے سے جَو تھے، کچھ مدت تک، جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھی، ہم ان میں سے کھاتے رہے، پھر میں نے خادمہ سے کہا کہ: ان کو ناپ کر دیکھو! اس نے ناپ لئے، تو تھوڑے دنوں کے بعد وہ ختم ہوگئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اگر ہم ان کو اسی طرح رہنے دیتے تو جتنی مدت تک ہم نے ان میں سے کھایا اس سے زیادہ مدت تک کھاتے۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۷۰)

(جاری ہے)

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

مسئلہ تکفیر اور غامدی فکر و سوچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دین اور اہل دین سے دوری کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ نفس اور شیطان انسان پر حاوی ہو کر اسے خواہش پرست اور آزادی پسند بنا دیتے ہیں۔ ایسا انسان جس چیز کو اپنی غرض، خواہش اور مشن کے لئے سد راہ اور رکاوٹ خیال کرتا ہے، غلط تاویلات اور فاسد خیالات کے ذریعہ اس کا انکار کر دیتا ہے۔

جن لوگوں نے اپنے عزائم اور فاسد نظریات کی ترویج میں احادیث کو رکاوٹ گردانا، انہوں نے حجیت حدیث کا انکار کیا، جن لوگوں نے صحابہ کرامؓ کے طرز عمل اور اسوہ کو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے آڑ سمجھا، انہوں نے اجماع صحابہؓ اور اجماع امت سے منہ پھیر لیا۔ جنہوں نے فقہائے کرام کی تحقیقات وتدقیقات اور استنباط کو اپنی نفس پرستی اور خواہش پرستی کے سامنے دیوار سمجھا، انہوں نے فقہائے کرام کی تقلید کا سرے سے انکار کر دیا۔

ٹی وی پروگراموں سے شہرت پانے والے جاوید احمد غامدی جو دین وشریعت کے ہر مسئلہ کو اپنی عقل کی میزان پر تولتے ہیں اور ان کی عقل نارسا میں جو مسئلہ فٹ نہیں بیٹھتا تو اس کا انکار کرنا اپنا فرض منصبی اور ضروری حق گردانتے ہیں۔

موصوف کی کج راہیوں کی ایک طویل فہرست ہے، مختصر یہ کہ مسلمات امت کے باغی، ہم جنس پرستی کے مجوز، حد رجم کے قائل نہیں، سزائے ارتداد کے منکر، اجماع امت اور حدیث سے نالاں اور خفا ہیں۔

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کا ارادہ تھا کہ دور حاضر میں امت مسلمہ کے دین وایمان پر ڈاکا ڈالنے والے فتنہ پروروں اور الحاد وزندقہ میں مبتلا کرنے والے فتنوں پر لکھا جائے، تا کہ امت محمدیہ ان سے باخبر ہو کر اپنی متاع ایمان کی حفاظت کر سکے اور ساتھ ساتھ انہیں ان نظریات کے جواب میں علمی مواد بھی میسر ہو سکے۔ آپؒ نے چند فتنوں کا ایک اجمالی خاکہ بنا لیا تھا، مثلاً:

۱:... انکار حیات وانکار نزول عیسیٰ کا فتنہ، ۲:... انکار حدیث، ۳:... تجدد پسندی کا فتنہ، ۴:... اسلاف بیزاری، ۵:... دین دار انجمن کا فتنہ، ۶:... گوہر شاہی کا فتنہ، ۷:... مہدویت کا فتنہ، ۸:... محمد شیخ کا فتنہ، ۹:... زید زمان کا فتنہ، ۱۰:... الہدیٰ کا فتنہ، ۱۱:... ذکری فتنہ، ۱۲:... بہائی فتنہ، ۱۳:... جاوید احمد غامدی کا فتنہ، ۱۴:... انٹرنیٹ کا فتنہ، ۱۵:... موبائل فون میسج کا فتنہ۔

ان فتنوں کے خلاف لکھنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے شائع کردہ کتاب: ''اسلام اور انتہا پسندی'' ایک تجزیاتی مطالعہ، برائے تبصرہ آپ تک پہنچی، آپ نے اس کا مطالعہ کیا اور اس کتاب کے ایک اقتباس: ''مسلمانوں کے کسی فرد کی تکفیر کا حق قرآن وسنت کی رو سے کسی والی کو حاصل نہیں۔'' پر بحث شروع کی تھی اور اس پر چند صفحات لکھ لئے تھے کہ آپ شہید کر دیے گئے۔ مضمون کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اسے قارئین کے لئے پیش کیا جا رہا ہے:

’’اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان، ایک بڑا نام ہے، اس کا تذکرہ آتے ہی دل ودماغ میں ایک عظمت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ یقیناً اس کے قیام کا مقصد پاکستان کے آئینی ڈھانچے کو اسلامی نظریات کے سانچے میں ڈھالنا شامل ہوگا۔

چنانچہ ابتدائی کچھ عرصہ کو چھوڑ کر اس ادارہ نے واقعی پاکستان میں رائج قانون کی غیر اسلامی دفعات کو مشرف باسلام کرنے کی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، اس ادارہ کی قابل قدر خدمات میں اس ادارہ کے معزز ارکان کی مساعی اور اس میں پاکستان بھر کے چوٹی کے علماء اور ارباب علم وفضل کی شمولیت اور ان کی علمی و تحقیقی خدمات کا بڑا دخل ہے۔

چنانچہ ایک دور میں اس ادارہ کو یہ شرف واعزاز حاصل رہا ہے کہ محدث العصر حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ جیسی نابغہ روزگار شخصیت اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زیدمجدہ جیسے بے دار مغز، عالم دین، اس کے رکن رہے ہیں، جب اتنے بڑے بڑے زعمائے اسلام اس کے ارکان ہوں گے تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے پاکستان میں رائج قوانین کی غیر اسلامی دفعات کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا ہوگا؟ مگر افسوس! کہ بیوروکریسی نے اسلامی نظریاتی کونسل کے ان مخلص ارکان کی ایسی تمام سفارشات کو نہ صرف نافذ نہیں ہونے دیا، بلکہ ان کو منصۂ شہود پر ہی نہیں آنے دیا۔ بہرحال وہ حضرات اپنے اپنے حصہ کا کام کر کے کچھ اللہ کے حضور پہنچ گئے تو کچھ مجبوراً اس سے الگ ہوگئے یا کردیئے گئے۔

اب یہ ادارہ جن بزرجمہروں کے تصرف اور قبضہ میں ہے، ان میں سے ڈاکٹر محمد خالد مسعود... چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل (جواب ریٹائر ہوگئے ہیں)... اور جناب جاوید احمد غامدی جیسے ’’روشن دماغ اسکالر‘‘ قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر محمد خالد مسعود صاحب کے عقائد ونظریات اور ان کے دل ودماغ میں پروان چڑھنے والے جدت پسندی کے افکار ونظریات کا تذکرہ سال رفتہ، انہیں صفحات میں تفصیل سے آچکا ہے، آج کی نشست میں اس ادارہ کے ایک ’’نامور‘‘ رکن جناب جاوید احمد غامدی کے قرآن، وسنت، اجماع امت اور چودہ سو سالہ تعامل کے خلاف انوکھے اور جدید نظریات پر کچھ لکھنے کو جی چاہتا ہے، بلاشبہ اس وقت جناب جاوید احمد غامدی سرکاری سرپرستی، اسلامی نظریاتی کونسل کی بیساکھیوں اور ٹی وی مذاکروں اور پروگراموں کی ’’برکت‘‘ سے شہرت کی بلندیوں پر ہیں۔ اس لئے عین ممکن ہے کہ میرے جیسے کم علم ’’کٹھ ملا‘‘ ’’تنگ نظر‘‘ ’’شدت پسند‘‘ ’’تاریک خیال‘‘ اور ’’انتہا پسند‘‘ کی بات کا، غامدی صاحب جیسے: ’’تجدد پسند‘‘ ’’کھلے دماغ‘‘ اور ’’مجتہدانہ صلاحیتوں کے مالک‘‘ ’’حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینے کے منصب پر فائز‘‘ ’’جدید دین وشریعت کے موجد‘‘... دور حاضر کے تقاضوں سے میل نہ کھانے والے، دین سے آزادی دلانے اور اس کی دور حاضر کے تقاضوں سے میل کھاتی جدید تعبیر وتشریح کرنے والے روشن دماغ اسکالر، کے مقابلہ میں، کوئی وزن نہ ہو، یا اس کو سننے سمجھنے یا اس پر غور وفکر کے لئے کوئی تیار نہ ہو، تاہم ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے احقاق حق کریں اور قرآن وسنت اور دین وشریعت کی روشنی میں جو بات صحیح ہو، اس کو صحیح اور جو غلط ہو، اس کو غلط کہیں اور لکھیں۔

ہمیں احساس ہے کہ دور حاضر کے ’’مجتہدین‘‘ و ’’محققین‘‘ اور ان کا حلقہ ہماری اس سعی وکوشش کو دیوانے کی بڑ سے زیادہ کچھ اہمیت نہیں دے گا، لیکن ہمیں یقین ہے کہ وہ سادہ لوح مسلمان، جو دین کے نام پر ایسے لوگوں کی طلاقت لسانی، چرب زبانی اور الٹے سیدھے فلسفے سے متاثر ہوکر، دین وشریعت کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہورہے ہیں، ان کے سامنے جب تصویر کا دوسرا رخ آئے گا تو کم از کم وہ اس پر غور وفکر کئے بغیر بھی نہیں رہیں گے۔

ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ غلط فہمی کے شکار ایسے مخلصین کے سامنے جب یہ حقیقت کھلے گی کہ غامدی صاحب دین، شریعت، مذہب اور ملت کے خلاف اسی فکر و فلسفہ کے علمبردار ہیں، جس کے داعی مرزا غلام احمد قادیانی اور چوہدری غلام احمد پرویز تھے اور یہ صاحب درحقیقت ان کی فکر و فلسفہ کو تحفظ دینے اور اس کو پروان چڑھانے کے لئے میدان میں اترے ہیں اور ان کے پیچھے بھی وہی قوتیں ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی، چوہدری غلام احمد پرویز اور ڈاکٹر فضل الرحمن کے پیچھے تھیں، تو یقیناً وہ اس کی اقتداء سے نہ صرف باز آجائیں گے بلکہ ممکنہ حد تک دوسروں کو بھی اس فتنہ سے بچانے کی سعی وکوشش کریں گے۔

اسی طرح ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ ہدایت وگمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے، ہم کسی کو ہدایت دے سکتے ہیں اور نہ ہی گمراہی سے بچاسکتے ہیں، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ

نے ہدایت وایمان کو اسباب کے ساتھ جوڑا ہے۔ اس لئے ہم ان اسباب کو اپنانے اور اختیار کرنے کے مکلف ہیں اور یہ کہ قیامت کے دن ہم سے صرف اور صرف یہی پوچھا جائے گا کہ فلاں دور میں فلاں، فلاں لوگوں نے امت کو گمراہ کرنے کی سازشیں کی تھیں تو آپ لوگوں نے ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کے دین وایمان کو بچانے کے لئے کہاں تک اپنی صلاحیتوں کو استعمال کیا تھا؟ یا اس کے سدباب کے لئے کیا کیا تھا؟

بس یہ غرض اور جذبہ ہے، جس کی بناء پر ہم درج ذیل سطور لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں، اے اللہ! میں جو کچھ لکھوں، اخلاص سے لکھوں اور محض آپ کی رضا اور امت مسلمہ کے دین وایمان کے تحفظ کی غرض سے لکھوں، اس میں میرے نفس کی خواہش اور ذاتی پسند وناپسند کا کوئی دخل نہ ہو، اے اللہ! اس تحریر کو بھولے بھالے اور سیدھے سادے مسلمانوں کے دین وایمان بچانے کا ذریعہ بنا اور اگر جناب جاوید احمد غامدی صاحب اور ان کے متبعین کے مقدر میں ہدایت ہو تو اس تحریر کو ان کی ہدایت کا ذریعہ بنا اور مجھے ان کے حق کی طرف پلٹ آنے کا اجر عطا فرما۔ آمین۔

جناب جاوید احمد غامدی صاحب کون ہیں؟ ان کا علمی پس منظر کیا ہے؟ انہوں نے کہاں پڑھا؟ کیا پڑھا؟ ان کے پاس دینی وعصری علوم کی کوئی سند یا ڈگری ہے یا نہیں؟ وہ کس کے تربیت یافتہ ہیں؟ وہ کن کے علوم وافکار سے متاثر ہیں؟ ان کے اساتذہ مسلمان تھے یا کافر؟ وہ ایک دم کہاں سے نمودار ہوئے؟ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ کیسے شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے؟ ان کو ٹی وی پر کون لایا؟ وہ اسلامی نظریاتی کونسل میں کیسے داخل ہوئے؟ وہ پرویز مشرف کے قریب کیسے ہو گئے؟ وہ حکومت کی ناک کا بال کیسے بنے؟ انہیں اپنی فکر وفلسفہ کے پروان چڑھانے میں کن لوگوں نے مالی تعاون کیا؟ ان کے لئے فنڈنگ کون کرتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام سوالوں کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ اسلام اور مسلمانوں کے عقائد ونظریات، قرآن وسنت، اجماع امت اور دین ومذہب کو بگاڑنے، اکابر واسلاف امت کے خلاف بغاوت کرنے اور ان کے خلاف زبان درازی کرنے کی ہمت رکھتے ہوں، وہ دنیا بھر کی اسلام دشمن قوتوں اور مذہب بیزار لابیوں کے منظور نظر بن جاتے ہیں، اور ان کے تمام عیوب ونقائص نہ صرف چھپ جاتے ہیں بلکہ اعدائے اسلام ان کی سرپرستی میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کو اپنا فرض اور اعزاز سمجھتے ہیں اور ان کی حمایت وسرپرستی کے لئے اپنے اسباب، وسائل، مال ودولت اور خزانوں کے منہ کھول دیتے ہیں، صرف یہی نہیں بلکہ نظری، بصری میڈیا کے ذریعے ان کا ایسا تعارف کرایا جاتا ہے کہ دنیا ان کے ''قد وقامت'' اور نام نہاد علمی شوکت وصولت کے سامنے ڈھیر ہو جاتی ہے۔

جس طرح آج سے ایک صدی پیشتر ضلع گورداس پور کی بستی قادیان کے میٹرک فیل اور مخبوط الحواس انسان غلام احمد قادیانی کو استعمار نے اٹھایا، اس کی سرپرستی کی اور اس سے دعویٰ نبوت کرایا، ٹھیک اسی طرح دور حاضر کے نام نہاد اسکالر جاوید احمد غامدی کا قضیہ ہے، جس طرح غلام احمد قادیانی کا کوئی پس منظر نہیں تھا اور اس میں اس کے سوا کوئی کمال نہیں تھا کہ اس نے مسلمانوں کے قرآن کے مقابلہ میں نیا قرآن، مسلمانوں کے دین کے مقابلہ میں نیا دین اور مسلمانوں کے نبی کے مقابلہ میں نئی نبوت کا اعلان کیا، جہاد جیسے دائمی فریضہ کو حرام قرار دیا اور حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے قطعی عقیدہ کا انکار کیا، ٹھیک اسی طرح جناب جاوید احمد غامدی صاحب بھی دین اسلام کے مقابلہ میں نئے ترمیم شدہ دین اور مذہب کی ایجاد کی کوشش میں ہیں اور انہوں نے بھی اپنے پیش رووں کی طرح منصوص دینی مسلمات کے انکار پر کمر ہمت باندھ لی ہے... جیسا کہ آگے آئے گا... بس یہی ان کی مقبولیت، کامیابی اور شہرت کا سبب ہے، چونکہ جاوید احمد غامدی صاحب کا دینی اور مذہبی علم کسی باقاعدہ مسلمہ دینی درس گاہ کا مرہون منت نہیں، بلکہ ان کا علم جنگلی گھاس کی طرح خودرو ہے، اور ان کی عقل وفہم کسی مسلمہ ضابطہ کی پابند نہیں ہے، اس لئے دین ومذہب کے بارہ میں ان کا علم وفہم ناقابل اعتماد ہے، اس سب سے ہٹ کر وہ مشہور منکر حدیث جناب امین احسن اصلاحی صاحب کو اپنا امام کہتے اور مانتے ہیں، کیونکہ رجم کے حد شرعی ہونے کا شد ومد سے انکار دراصل امین احسن اصلاحی کا کارنامہ ہے، جس کے جواب میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ''رجم شرعی حد ہے'' کے نام سے خالص علمی اور تحقیقی کتاب لکھ کر جناب امین احسن اصلاحی صاحب کے قرآن وسنت سے متصادم افکار ونظریات کے تار پود بکھیرے تھے۔

یوں تو... جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے... جناب جاوید احمد غامدی صاحب نے بے شمار منصوص اور قطعی عقائد اور اسلامی نظریات کے بارہ میں قرآن، سنت، اجماع امت اور امت مسلمہ کے چودہ سو سالہ تعامل کے خلاف الگ راہ اختیار کی ہے، تاہم ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں: وہ سزائے ارتداد کے منکر ہیں، وہ

رجم کے حد شرعی ہونے سے انکاری ہیں، وہ مرد اور عورت کی دیت میں فرق کے قائل نہیں، وہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قطعی عقیدہ کے منکر ہیں، وہ فرد کی حد تک جہاد کے منکر ہیں، وہ افراد امت کو نہی عن المنکر کا مامور نہیں مانتے، وہ اجماع امت کو پرکاہ کا درجہ نہیں دیتے، وہ سنت کے قائل نہیں وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ ان کے انہی غیر اسلامی عقائد کے خلاف متعدد اہل علم نے اپنے اپنے انداز میں بہت کچھ لکھا ہے۔

بحمداللہ راقم الحروف نے بھی کچھ عرصہ قبل ان کے سزائے ارتداد سے بغاوت کے نظریہ پر ''مرتد کی سزا، قرآن، سنت، اجماع امت، اور عقل کی روشنی میں'' کے نام سے ایک تفصیلی مقالا لکھا تھا جو پہلے ماہنامہ بینات کراچی، ماہنامہ لولاک ملتان، اور ہفت روزہ ختم نبوت کراچی وغیرہ میں شائع ہوا تھا اور اب کچھ عرصہ سے کتابی صورت میں شائع ہو کر تقسیم ہو رہا ہے۔

بلاشبہ موصوف کے ان نظریات میں سے ہر ایک پر تفصیل سے لکھنے کی ضرورت ہے، خدا کرے کوئی اللہ کا بندہ اس طرف توجہ کرے اور مسلمانوں کو ان کی تزویر وگمراہی سے بچائے۔ آمین۔ یہاں اس کا تذکرہ کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کے عقائد و نظریات پر ہمارے مخدوم جناب مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب جامعہ مدنیہ لاہور نے اچھا کام کیا ہے، ایسے ہی جناب پروفیسر محمد رفیق صاحب لاہور نے ''غامدی مذہب'' کے نام سے قابل قدر کتاب لکھی ہے، اسی طرح مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب نے بھی غامدی صاحب کے خلاف ''غامدیت کیا ہے؟'' کے عنوان سے اچھا مواد جمع کیا ہے۔

سردست راقم کی اس تحریر کا باعث غامدی صاحب کا وہ مضمون ہے جو اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد کی جانب سے شائع ہونے والی کتاب: ''اسلام اور انتہا پسندی، ایک تجزیاتی مطالعہ'' میں شامل اشاعت ہے اور اس کا عنوان ہے: ''اصول و مبادی، جہاد، تکفیر اور نہی عن المنکر''، جس میں انہوں نے خیر سے جہاد، تکفیر اور نہی عن المنکر کو آڑے ہاتھوں لیا ہے، اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جہاد اور نہی عن المنکر حکومت کا کام ہے، لہٰذا افراد امت اس کے مکلف ہی نہیں ہیں۔ لیجئے! ان کے علمی شاہکار اور انوکھی تحقیقات پڑھئے اور سر دھنئے۔ چنانچہ مسئلہ تکفیر پر موصوف لکھتے ہیں:

> ''مسلمانوں کے کسی فرد کی تکفیر کا حق قرآن وسنت کی رو سے کسی داعی کو حاصل نہیں ہے، یہ ہوسکتا ہے کہ دین سے جہالت کی بنا پر مسلمانوں میں سے کوئی شخص کفر و شرک کا مرتکب ہو، لیکن وہ اگر اس کو کفر و شرک سمجھ کر خود اس کا اقرار نہیں کرتا تو اس کفر و شرک کی حقیقت تو بے شک، اس پر واضح کی جائے گی، اسے قرآن وسنت کے دلائل کے ساتھ ثابت بھی کیا جائے گا، اہل حق اس کی شناعت سے اسے آگاہ بھی کریں گے اور اس کے دنیوی اور اخروی نتائج سے اسے خبردار بھی کیا جائے گا، لیکن اس کی تکفیر کے لئے چونکہ اتمام حجت ضروری ہے، اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ حق اب قیامت تک کسی فرد یا جماعت کو بھی حاصل نہیں رہا کہ وہ کسی شخص کو کافر قرار دے۔
>
> تاہم اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ داعی حق کے لئے کفر و شرک کے ابطال میں مداہنت کے لئے بھی کوئی گنجائش ہے، احقاق حق اور ابطال باطل اس کی ذمہ داری ہے، اس کا اصلی کام یہی ہے کہ ہر خطرے اور ہر مصلحت سے بے پرواہ ہو کر توحید ورسالت اور معاد کے متعلق تمام غلط تصورات کی نفی کرے اور لوگوں کو اس صراط مستقیم کی طرف بلائے جو اللہ، پروردگار عالم نے اپنی کتاب میں انسانوں کے لئے واضح کی ہے، یہ اس پر لازم ہے، لیکن اس کے کسی مرحلہ میں بھی یہ حق اس کو حاصل نہیں ہوتا کہ امت میں شامل کسی فرد یا جماعت کو کافر و مشرک قرار دے اور ان کے جمعہ و جماعت سے الگ ہو کر اور ان سے معاشرتی روابط منقطع کر کے اپنی ایک الگ امت اس امت مسلمہ میں کھڑی کرنے کی کوشش کرے۔'' (اسلام اور انتہا پسندی، ص:۲۱)

ایسا لگتا ہے کہ جناب جاوید احمد غامدی صاحب جیسے ''محقق'' اور ''مجتہد'' کو ''کافر بنانے'' اور ''کافر بتانے'' جیسے عام فہم الفاظ کے معنی و مفہوم کی پہچان تک نہیں ہے، جب ہی تو وہ یہ فرماتے ہیں کہ: ''... کوئی شخص کفر و شرک کا مرتکب ہو، لیکن وہ اگر اس کو کفر و شرک سمجھ کر خود اس کا اقرار نہیں کرتا تو اس کفر و شرک کی حقیقت تو بے

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

رمضان کیوں آیا ہے؟

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

اسلام سے باہر نظر دوڑا کر دیکھئے تو محسوس ہوگا کہ دنیا بھر کے فکری نظام کلیتاً انسان کے دماغ کو مخاطب کرتے ہیں اور مذہب و تصوف خالصتاً اس کے دل کو، ان دونوں میں سے ہر ایک کی الگ الگ بادشاہت ہے جس پر وہ بلاشرکت غیرے حکمرانی کرتے ہیں اور یہ دو بادشاہ نہ صرف یہ کہ ایک "اقلیم" میں نہیں سماتے بلکہ بسا اوقات ایک دوسرے سے برسرپیکار نظر آتے ہیں، لیکن اسلام بیک وقت انسان کے دل و دماغ دونوں سے اس طرح خطاب کرتا ہے کہ ان کے درمیان کوئی رسہ کشی پیدا نہیں ہوتی جو انہیں ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑا کردے۔ اس کے بجائے ابتداً یہ دونوں اپنی اپنی حدود متعین کرکے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور بالآخر ایک دوسرے میں گھل مل کر اس طرح شیر و شکر ہوجاتے ہیں، جیسے دو دریاؤں کا سنگم ایک حد پر جاکر دونوں کو یکجا کردیتا ہے، یہی وہ مرحلہ ہے جہاں دل کو "عشق و محبت" کے لئے "سوچنا سمجھنا" بھی آجاتا ہے اور دماغ میں "سوچنے سمجھنے" کے ساتھ "عشق و محبت" کی صلاحیت بھی پیدا ہوجاتی ہے۔

اس لطیف حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جس کی لطافت بیان سے زیادہ ادراک میں ہے اگر انسان قرآن کریم کی ان آیات پر غور کرے جن میں "سوچنے سمجھنے" کو دماغ کے بجائے "قلوب" کی صفت قرار دیا گیا ہے تو اس کلام الٰہی کے اعجاز کے آگے فصاحت و بلاغت کی پوری کائنات سجدہ ریز نظر آتی ہے۔ اللہ اکبر۔

مختصراً یہ کہ اسلام کی تعلیمات عقل اور عشق کا ایک ایسا حسین آمیزہ ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ایک عنصر کو بھی ختم کردیا جائے تو اس کا سارا حسن ختم ہوجاتا ہے اگر عقائد و عبادات کا نظام عقل سے بالکلیہ آزاد ہوجائے تو کوئی توہم پرست یا دیومالائی مذہب وجود میں آجاتا ہے اور اگر عقل کو وحی پر مبنی عقائد و عبادات سے آزاد کردیا جائے تو وہ کسی ایسے خشک سیکولر نظریے کو جنم دے کر رک جاتی ہے جو مادے کے اس پار دیکھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتا ہے نتیجہ دونوں صورتوں میں محرومی ہے کہیں جسم کے جائز تقاضوں سے، کہیں روح کے حقیقی مطالبات سے، جب سے سیکولرازم کے مقابلے کی ضرورت کے تحت اسلام کی سیاسی، معاشی اور معاشرتی تعلیمات پر ہمارے عہد کے مفکرین اور اہل قلم نے زیادہ زور دینا شروع کیا ہے، اس وقت سے بعض حضرات نے شعوری یا غیر شعوری طور پر عقائد و عبادات کو پس نظر میں ڈال کر انہیں ثانوی حیثیت دے دی ہے اور انہیں وہ اہمیت دینا چھوڑ دیا ہے جو فی الواقع انہیں حاصل ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان ایک معاشی جانور (Economic Animal) ہوکر رہ گیا ہے اور اس کی ساری دوڑ دھوپ اس جسم کو پالنے پوسنے کی حد تک محدود ہے جو ایک نہ ایک دن مٹی میں مل جانے والا ہے۔ اسے روحانی ترقی کے ان مدارج کی کوئی فکر نہیں جو درحقیقت انسان کو دوسرے جانوروں سے ممتاز کرتے ہیں اور جن کی بدولت وہ مٹی سے ملنے کے باوجود بھی زندہ جاوید رہتا ہے۔

> **مسلمان کو چاہئے کہ اس مبارک مہینے میں جسمانی غذا کی مقدار کم کرکے روحانی غذا میں اضافہ کردے اور اپنے جسمانی سفر کی رفتار ذرا دھیمی کرکے روحانی سفر کی رفتار بڑھادے**

جو لوگ مادی منافع اور نفسانی لذتوں ہی کو اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں ذرا ان کی اندرونی زندگی میں جھانک کر دیکھئے وہ راحت و آرام کے سارے اسباب و وسائل اپنے پاس رکھنے کے باوجود "سکون قلب" کی دولت سے کتنے محروم ہیں؟

اس لئے کہ انہوں نے اپنے گرد و پیش جو دنیا بنائی ہے وہ چاہے دنیا کے سارے خزانے لاکر ان کے قدموں پر ڈھیر کرسکتی ہو لیکن قلب کو سکون اور روح کو قرار بخشنا اس کے بس کی بات نہیں۔ یہ خدا ناآشنا زندگی کا لازمی خاصہ ہے کہ اس کے شیدائی ایک انجانی سی بے قراری کا شکار رہتے ہیں۔ اس بے قراری کا ایک کرب انگیز پہلو یہ ہے کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بے قرار کیوں ہیں؟ وہ ہمہ وقت اپنے دل میں ایک نامعلوم اضطراب اور پراسرار کسک محسوس کرتے ہیں لیکن یہ اضطراب کیوں ہے؟ کس لئے ہے؟ وہ نہیں جانتے۔

انسان اس کائنات کا خالق و مالک نہیں وہ کسی

کی مخلوق ہے، اس کا مقصد زندگی ہی یہ ہے کہ وہ کسی کی بندگی کرے، اس لئے اس کی فطرت یہ چاہتی ہے کہ وہ کسی لافانی ہستی کے آگے سرنگوں ہو، اس کی عظمتوں پر اپنے عجز و نیاز کی پونجی نچھاور کرے، مصائب میں اس کے نام کا سہارا لے، اسے مدد کے لئے پکارے اور زندگی کے مشکل ترین لمحات میں اس کی توفیق سے راہنمائی حاصل کرے۔ آج کی مادہ پرست زندگی اسے خواہ دنیا کی ساری نعمتیں عطا کرسکتی ہو، لیکن اس کی اس فطری خواہش کی تسکین نہیں کرسکتی۔ انسان کی یہ فطرت بعض اوقات نفسانی خواہشات کے انبار میں دب تو جاتی ہے لیکن مٹتی نہیں اور یہی وہ چھپی ہوئی فطری خواہش ہے جو اسے کیف ونشاط کے سارے وسائل مل جانے کے باوجود آرام نہیں لینے دیتی اور بعض اوقات اس کی زندگی کو اجیرن بنا کر چھوڑتی ہے۔

یوں زندگی گزار رہا ہوں تیرے بغیر
جیسے کوئی گناہ کئے جا رہا ہوں میں

اسلام کی تعلیمات میں ''عبادات'' کا شعبہ اسی مقصد کے لئے رکھا گیا ہے کہ اگر ان پر ٹھیک ٹھیک عمل کرلیا جائے تو عبادات کے یہ طریقے انسان کی روح کو حقیقی غذا فراہم کرکے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رشتے کو مضبوط اور مستحکم بناتے ہیں اور جسم و روح کے تقاضوں میں توازن پیدا کرکے انسان کو ایک ایسے نقطۂ اعتدال تک پہنچاتے ہیں جو درحقیقت سکون و اطمینان کا دوسرا نام ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔''

رمضان کا مقدس مہینہ ہر سال اس لئے آتا ہے کہ سال کے گیارہ مہینے انسان اپنی مادی مصروفیات میں اتنا منہمک رہتا ہے کہ وہی مصروفیات اس کی توجہ کا مرکز بن جاتی ہیں اور اس کے دل پر روحانی عمل سے غفلت میں خالص عبادتوں کا حصہ بہت کم ہوتا ہے اور اس طرح انسان اپنے روحانی سفر کی بہ نسبت پیچھے رہ جاتا ہے۔ رمضان کا مہینہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس مبارک مہینے میں وہ جسمانی غذا کی مقدار کم کرکے روحانی غذا میں اضافہ کردے اور اپنے جسمانی سفر کی رفتار ذرا دھیمی کرکے روحانی سفر کی رفتار بڑھاوے اور ایک مرتبہ پھر دونوں کا توازن درست کرکے اس نقطۂ اعتدال پر آجائے جو اس زندگی کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اگر ذرا غور سے دیکھیں تو اسی نقطۂ اعتدال پر پہنچنے کی مسرت ہے جس کا جشن ''عید الفطر'' کی صورت میں مقرر کیا گیا ہے۔

لہٰذا رمضان المبارک صرف روزے اور تراویح ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا صحیح فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اس مہینے میں نفلی عبادات کی طرف بھی خصوصی توجہ دے اور اس کی حق تلفی کئے بغیر اگر اپنے اوقات کو مادی مصروفیات سے فارغ کرسکتا ہے تو انہیں فارغ کرکے زیادہ سے زیادہ نوافل، تلاوت اور ذکر و تسبیح میں صرف کرے۔

روزہ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے کی عادت پڑے، ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعے اپنے اخلاق رذیلہ کو کچلے اور اعلیٰ اوصاف واخلاق اپنے اندر پیدا کرے، نیکیوں کا شوق اور گناہوں سے پرہیز کا جذبہ بیدار ہوتا کہ اس کے دل میں خوف خدا اور فکر آخرت کی شمع روشن ہو

''کسی کی حق تلفی کئے بغیر'' میں نے اس لئے کہا کہ اگر کوئی شخص کہیں ملازم ہے تو ڈیوٹی کے اوقات میں اپنے فرائض منصبی چھوڑ کر نفلی عبادات میں مشغول ہونا شرعاً جائز نہیں، البتہ اگر اس کے پاس اپنے فرائض منصبی سے متعلق کوئی کام نہیں ہے اور وہ خالی بیٹھا ہوا ہے تو بات دوسری ہے۔

لیکن کسی کی حق تلفی کئے بغیر بھی رمضان میں اپنی مادی مصروفیات ہر شخص کچھ نہ کچھ ضرور کم کرسکتا ہے اور اپنے آپ کو ایسے مشاغل سے فارغ کرسکتا ہے جو یا تو غیر ضروری ہیں یا انہیں موخر کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح جو وقت ملے اسے نفلی عبادتوں، ذکر اور دعا میں صرف کرنا چاہئے۔

اس کے علاوہ جو بات سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ رمضان کے دن میں انسان جب روزے کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی کے تقاضے سے وہ چیزیں ترک کردیتا ہے جو عام حالات میں اس کے لئے حلال تھیں اب یہ کتنی ستم ظریفی کی بات ہوگی کہ انسان روزے کے تقاضے سے حلال کام تو ترک کردے لیکن وہ کام بدستور کرتا رہے جو عام حالات میں بھی حرام ہیں، لہٰذا اگر کھانا پینا چھوڑ دیا مگر جھوٹ، غیبت، دل آزاری، رشوت ستانی وغیرہ جو ہر حالت میں حرام کام تھے وہ نہ چھوڑے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایسا روزہ انسان کی روحانی ترقی میں کتنا مددگار ہوسکتا ہے؟

لہٰذا رمضان المبارک میں سب سے زیادہ اہتمام اس بات کا ہونا چاہئے کہ آنکھ، زبان، کان اور جسم کے تمام تر اعضاء ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رہیں اپنے آپ کو اس بات کا عادی بنایا جائے کہ کوئی قدم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ اٹھے۔

رمضان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ایک دوسرے کی غم خواری کا مہینہ'' قرار دیا ہے، اس مہینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ و خیرات بھی بہت کثرت سے کیا کرتے تھے، اس لئے رمضان میں ہمیں بھی صدقہ و خیرات، دوسروں کی ہمدردی اور ایک دوسرے کی معاونت کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

یہ صلح وصفائی کا مہینہ ہے، لہٰذا اس میں جھگڑوں سے اجتناب کا بھی خاص حکم دیا گیا ہے۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''اگر کوئی شخص تم سے لڑائی کرنا چاہے تو اس سے کہہ دو کہ میں روزے سے ہوں۔''

خلاصہ یہ ہے کہ رمضان صرف سحری اور افطاری کا نام نہیں بلکہ یہ ایک تربیتی کورس ہے جس سے ہر سال مسلمانوں کو گزارا جاتا ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق و مالک کے ساتھ مضبوط ہو، اسے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے کی عادت پڑے، وہ ریاضت اور مجاہدہ کے ذریعے اپنے اخلاق رذیلہ کو کچلے اور اعلیٰ اوصاف و اخلاق اپنے اندر پیدا کرے۔ اس کے اندر نیکیوں کا شوق اور گناہوں سے پرہیز کا جذبہ بیدار ہو، اس کے دل میں خوف خدا اور فکر آخرت کی شمع روشن ہو جو اسے رات کی تاریکی اور جنگل کے ویرانے میں بھی غلط کاریوں سے محفوظ رکھ سکے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے اور قرآن کریم نے اسی کو روزوں کا اصل مقصد قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے:

''یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔''

(البقرہ:۱۸۳)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔''

جو شخص تقویٰ کے اس تربیتی کورس سے ٹھیک ٹھیک گزر جائے، اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری عطا فرمائی ہے:

''جس شخص کا رمضان سلامتی سے گزر گیا، اس کا پورا سال سلامتی سے گزرے گا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ رمضان ہمیں سال بھر کی سلامتی سے ہمکنار کرنے کے لئے آیا ہے، بشرطیکہ ہم سلامتی چاہتے ہوں اور یہ سلامتی حاصل کرنے کے لئے اس ماہ مقدس کا استقبال اور اکرام و اعزاز کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆☆☆

دل کا مسیحا بن کر جس نے، کتنے دلوں پر راج کیا

حضرت اقدس خان محمدؒ عارف کامل مرد خدا
ایسے قطب عالم سے محروم ہوئی ہے خلق خدا
جن کی وہ معصوم ادائیں اس کے بدن کی زینت تھیں
جن کا عشق متاع تھی اس کی آج ان کا مہمان ہوا
مرد و زن، بچے، بوڑھے سب جن کی جدائی پر روئے
اہل زمیں کا غم تھا کتنا، فلک بھی ان پر روتا رہا
بلبل، کوئل، قمری، ہر اک مرغ چمن غم میں ڈوبا
چمن کا پتا پتا رویا، ہائے مالی چھوڑ گیا
رحمت کی برسات ہو جس سے گویا کہ بادل تھا وہ
جس جا برسا چمن کھلائے، اک عالم سیراب ہوا
دل دریا تھا یا کہ دفینہ جس میں لاکھ خزینے تھے
اس پر مہر سکوت کا پہرہ، کتنا وہ محتاط رہا!
فقر میں شاہی دیکھنی ہو تو دیکھو میرے مرشد کو
دل کا مسیحا بن کر جس نے، کتنے دلوں پر راج کیا
گنجینۂ علم و عرفاں، رُشد و ہدایت کا پیکر
خاک کے اندر مہر منور، کیسے تم نے دفن کیا
عشق الٰہی کی گرمی سے لاکھوں دل تڑپاتا تھا
جس سے لاکھوں اختر چمکے یارو! وہ سورج ڈوبا
ان کا وہ محبوب سراپا بھول نہ پائے گا بالکل
دل میں بسنے والوں کو کیا دور کرے گی ہم سے قضا
یا رب حضرت کا میخانہ تا حشر آباد رہے
فیض ہو اس کا جاری ہر سو اپنی دل سے ہے یہ دعا

مولانا محمد اختر حسین، سرگودھا

رمضان کا استقبال

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

میرے دوستو! تمہیں نیا رمضان مبارک اور خدا کی طرف سے تم پر پاک و بابرکت سلام! تمہاری یہ فرمائش گویا میری دلی خواہش ہے' پتا نہیں کیوں خود میرا جی کچھ بات کرنے کو چاہ رہا تھا اور ایک تقاضا تھا جو مجھے بات کرنے پر مجبور کر رہا تھا اور میں محسوس کرتا ہوں کہ تمہارے تجویز کردہ عنوان سے بہتر اور محبوب عنوان گفتگو میرے لئے اور کوئی ہو نہیں سکتا۔

سن ہجری کے دوسرے سال میں میرا آنا پہلے سالوں سے یکسر مختلف تھا' پہلے میں سال کے دوسرے مہینوں کی طرح ایک مہینہ تھا' اپنے دوسرے بھائیوں اور رفیقوں سے کسی قسم کا امتیاز مجھے حاصل نہیں تھا' نہ کوئی خاص بات میرے اندر تھی' نہ کسی پیغام کا میں حامل تھا اور نہ دینی ارکان میں سے کوئی رکن مجھ سے متعلق تھا' رجب' ذی القعدہ' ذوالحجہ اور محرم پر مجھے حسد... استغفر اللہ... رشک ہوتا تھا کیونکہ یہ اشھر حرم (محترم مہینے) تھے اور ان میں سے ذی الحجہ پر مجھے اور خاص وجہ سے رشک آتا تھا' وہ یہ کہ وہ حج کا مہینہ تھا مجھے وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ مجھے بھی اتنا بڑا اعزاز بخشا جائے گا اور روزہ جیسے اہم اور مقدس پیغام کا مجھے حامل بنایا جائے گا' لیکن یہ اللہ کا فضل ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے' بہرحال اب سنئے:

مسلمانوں نے شعبان سے میرا انتظار کرنا شروع کیا' انہوں نے شعبان کا بھی ایک مقدمۃ الجیش اور میرے مبشر کی حیثیت سے استقبال کیا' شعبان ہی میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! رمضان کا مہینہ تم پر سایہ فگن ہو رہا ہے' بڑا عظیم الشان مہینہ ہے' اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ نے اس مہینے کے روزے فرض کئے ہیں اور رات کے قیام (تراویح) کو نفلی عبادت ٹھہرایا ہے۔ جو شخص اس ماہ میں ایک نفلی نیکی کرے گا' اس کا ثواب اور دنوں کے فرض کے برابر ہوگا' اور جو کوئی ایک فرض ادا کرے گا اس کا ثواب اور دنوں کے ستر فرضوں کے برابر ہوگا۔ یہ ماہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے' یہ غمخواری و غمگساری کا مہینہ ہے' اس میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔''

تمام لوگ میرا چاند دیکھنے کے لئے بلند ٹیلوں اور مکانوں پر چڑھ گئے' غروب آفتاب کے بعد مدینہ میں کوئی شخص ایسا نظر نہ آتا تھا جو آسمان کی طرف نظر اٹھائے میری جستجو نہ کر رہا ہو' ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ سب سے پہلے وہ میری آمد کا مژدہ سنائے۔

پروردگار عالم نے ارادہ فرمایا کہ اب مزید تاخیر نہ ہو' لہٰذا اس کی طرف سے حکم پا کر چاند طلوع ہوا اور مدینہ کے اس سرے سے اس سرے تک مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی' لوگوں کی زبانوں پر ایک نغمہ مسرت جاری ہوا۔

سامعین کرام! مجھے اس کہنے میں معاف رکھیں کہ ابتدائے اسلام میں لوگوں کو میری آمد سے جو مسرت ہوتی تھی...... حالانکہ میں' جیسا کہ آپ کو معلوم ہے' صبر و جہاد کا مہینہ تھا... وہ اس مسرت سے بڑھ کر ہوتی تھی جو آج آپ کو عید کا چاند دیکھ کر ہوتی ہے...... میں اس کے اسباب میں نہیں جاؤں گا' کیونکہ یہ ایک طویل بات ہے' اور ویسے بھی آپ کو کڑوی لگے گی۔

(میری آمد سے) مدینہ کے لوگوں میں ایک نئی زندگی اور ایک نیا نشاط عبادت ابھر آیا' یہ لوگ عشاء کے بعد ایک ایک' دو دو اور ٹکڑیاں ٹکڑیاں ہو کر نوافل میں مشغول ہوگئے' قرآن کی تلاوت کرتے اور نمازیں پڑھتے رہتے' یہاں تک کہ جب رات آخر ہوئی اور سحر قریب ہوئی تو رات کی باسی روٹی یا کھجور اور پانی میں سے جس کو جو میسر آیا' اس نے اس سے سحری کھائی' پھر مساجد کی راہ لی اور نماز فجر ادا کی۔

یہی وہ مقام ہے جہاں وہ لوگ آج کل کے روزہ داروں سے ممتاز ہو جاتے ہیں' آج اگر آپ میں سے کوئی رات کو تھوڑی دیر عبادت کر لیتا ہے اور پھر روزہ کی نیت کر لیتا ہے تو وہ اپنا حق سمجھتا ہے کہ دن میں جتنا چاہے سوئے' چنانچہ آج شہر میں بہت کم

ایسے روزہ دار ملیں گے جو سوتے یا اونگھتے نظر نہ آتے ہوں' رات کو خواہ کتنا ہی تھوڑا قیام کریں' مگر اس کے بدلے میں دن کا ایک خاصا حصہ ضرور نیند کی نذر کر دیا جاتا ہے.... اس کے برعکس صحابہ و تابعین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا حال یہ تھا کہ رات کا قیام ان کے دن کے نشاط میں کوئی فرق نہیں ڈالتا تھا' وہ رمضان میں عبادت بھی کرتے تھے اور مشقت حیات بھی برداشت کرتے تھے' اور کبھی تو روزے کی حالت میں جہاد بھی کرتے تھے' ان کے زمانہ میں رمضان اشیاء کی طبائع نہیں بدلتا تھا اور نہ دن کو رات بناتا تھا' وہ الٹا ان میں قوت اور نشاط کار بڑھا دیتا تھا' اور کوئی وہ نیکی جس کو لوگ پہلے سے کرتے تھے' رمضان المبارک کی آمد سے منقطع نہیں ہوتی تھی' میں آکر اہل مدینہ کے اخلاق میں کوئی فرق نہیں پاتا' مثلاً: انہوں نے مسلمان ہونے کے بعد سے غیبت' فحش کلامی اور بدگوئی سے زندگی بھر کا روزہ رکھ لیا تھا' تو وہ روزوں میں بھی پاک زبان' پاک نفس اور پاک باطن رہتے تھے' ہاں اگر فرق ہوتا تھا تو یہ ہوتا تھا کہ وہ ان دنوں میں جائز غصہ کو بھی ضبط کرتے تھے' اگر ان میں سے کسی کو کوئی شخص گالی دیتا یا لڑنے کی باتیں کرتا تو اس کا جواب یہ ہوتا کہ:

''میں روزہ دار ہوں۔''

میری آمد پر وہ لوگ نیکی اور غم خواری کے بے حد حریص ہو گئے' یوں سمجھئے کہ ہوا سے مقابلہ کرتے تھے' ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ تھا:

''جب رمضان آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امور خیر میں آندھی سے بھی تیز رفتار ہو جاتے تھے۔''

روزہ دار کو افطار کرانے' غلاموں کو آزاد کرانے' ستم رسیدوں کی امداد کرنے اور بھوکوں کو کھانا کھلانے میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے' چنانچہ اسی وجہ سے فقراء و مساکین میری آمد کے منتظر رہتے تھے۔

لوگوں نے اپنے مشاغل میں روزہ گزارا' لیکن اللہ سے غافل نہیں ہوئے اور نہ بیع و تجارت نے ان کو اللہ کی یاد اور جماعتوں کی حاضری سے غافل کیا' شام کو گھر لوٹے اور ذکر و تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ مساجد کا حال اس وقت یہ ہو جاتا تھا کہ اگر تم جاؤ تو ذکر کی بھنبھناہٹ کے سوا کوئی آواز نہ سن پاؤ۔

آفتاب غروب ہوا' مؤذن نے اذان دی اور میں نے دیکھا کہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوہارے اور کچھ پانی سے افطار فرمایا اور پھر اس پر اتنا شکر کہ انواع واقسام کی افطاریوں پر بھی لوگوں کو یہ مقام شکر نصیب نہیں ہو سکتا۔ سنئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

''تشنگی دور ہوئی' رگیں تر ہوئیں
اور اللہ نے چاہا تو اجر واجب ہو گیا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بھی اسی طرح چند کھجوروں اور پانی کے چند گھونٹوں سے روزہ کھولا اور اللہ کی حمد کی' پھر نماز پڑھی اور جو کچھ اللہ نے عنایت فرمایا' صرف بقدر ضرورت کھا لیا' نہ اس میں اسراف ہوتا تھا اور نہ ناک تک پیٹ بھرتا تھا۔

مہینہ بھر ان کا یہی معمول رہتا تھا' نہ اس میں کوئی فرق آتا اور نہ وہ اس سے اکتاتے اور برداشتہ خاطر ہوتے' بلکہ ہر دن نشاط کی ایک نئی کیفیت پیدا ہوتی اور عبادت و نیکی کی حرص بڑھتی تھی' گویا روزوں سے ان کی روح کو غذا ملتی تھی' اور مہینے کے آخر میں ان کی قوت اور نشاط پہلے سے بھی بڑھا ہوا نظر آتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک مسلسل نشاط اور ذوق عمل سے مخمور رہتے تھے' یہاں تک کہ جب آخری عشرہ آتا تو بالکل ہی کمر کس لیتے تھے' رات عبادت میں گزارتے اور اہل خانہ کو بھی جگاتے اور پھر اعتکاف فرما لیتے تھے۔

میں جب اس دور سعادت کے روزہ داروں کا بعد کے روزہ داروں سے مقابلہ کرتا ہوں تو صورت و شکل میں تو کوئی فرق نظر نہیں آتا' بلکہ بعض بعد والے زیادہ نفل پڑھتے اور زیادہ وقت تلاوت کرتے نظر آتے ہیں' مگر خشوع و اخلاص اور ایمان و احتساب کی کیفیات میں کھلا فرق محسوس کرتا ہوں' اگر سابقین کی ایک رکعت کا وزن کیا جائے تو بعد والوں کی بہت سی رکعتوں پر بھاری نکلے گی کہ وہ اپنے ایمان و احتساب میں بھاری تھے۔

اور دوسرا فرق جو میں بتلا سکتا ہوں' وہ یہ ہے کہ ان پر روزہ اپنے گہرے اخلاقی اور نفسیاتی اثرات چھوڑ کر جاتا تھا' یوں کہئے کہ ان کی طبیعتوں پر روزہ کی ایک نہ مٹنے والی چھاپ پڑ جاتی تھی اور اگلے سال جب میں پھر لوٹ کر آتا تو ان میں وہی عفت' وہی تقویٰ' وہی صدق و امانت' وہی رقت' وہی کریم النفسی' وہی حرص طاعت' وہی لذات نفس سے نفرت' وہی آخرت کی فکر اور وہی دنیا سے بے رغبتی پاتا۔ الغرض ہر دوسری مرتبہ وہ مجھے پہلے سے زیادہ پاک باطن اور صاف دل ملتے تھے۔

قصہ مختصر! جب میرا وقت ختم ہو گیا اور روانگی کا دن آیا تو انہوں نے مجھے ایک بہت ہی پیارے دوست کی طرح رخصت کیا' آنسو کسی طرح تھمتے نہ تھے اور آہیں قرار پاتی نہ تھیں' لبوں پر یہ دعا تھی کہ خدایا! یہ ملاقات آخری نہ ہو' یہ دن اس کے بعد بھی بار بار آئیں۔ یہ ہے خیر القرون میں میرے استقبال کی ایک ہلکی سی تصویر۔

☆☆........☆☆

روزے کے فضائل واحکام

مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

حق تعالیٰ شانہ کی عنایتیں اور برکتیں اپنے محبوب بندوں پر دن اور رات پورا سال برستی رہتی ہیں۔ جن کا ادراک کرنا انسانی عقل وفہم سے بعید ہے:"وان تعدوا نعمۃ اللّٰہ لا تحصوھا" ...اگر اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے... لیکن بعض اوقات عنایات خداوندی اس اہتمام سے نزول فرماتی ہیں کہ انسان ان پر شکر بجالانے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ جیسے رمضان المبارک رحمت خداوندی کی خاص عنایت ہے جو ہر خاص وعام پر سایہ فگن ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی خوشی ہے جس کے اثرات پورا سال محسوس ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ یہ خوشی عنایت کرنے کے لئے پورا سال اہتمام فرماتے ہیں، جیسے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

رمضان المبارک کی خاطر سال کے شروع سے لے کر آخر تک جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے، پس جب رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے (جو) جنت کے پتوں سے (نکل کر) جنت کی حوروں پر (سے گزرتی ہے) تو وہ کہتی ہیں:"اے ہمارے رب! اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے ایسے شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں۔" (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان المبارک شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں (اور ایک روایت میں ہے کہ: جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں ایک اور روایت میں ہے کہ: رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں) اور جہنم کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور شیاطین پابند سلاسل کردیے جاتے ہیں۔" (بخاری ومسلم)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں خصوصی طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں: (۱) یہ کہ ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے' (۲) یہ کہ ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں' (۳) جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں' (۴) اس میں سرکش شیاطین قید کردیے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں' (۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کی جاتی ہے' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شب قدر ہے؟ فرمایا: نہیں' بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے۔"

نزول کتب سماوی اور رمضان

رمضان المبارک کی ایک خصوصی فضیلت یہ بھی ہے کہ عموماً تمام کتب سماوی اس مہینہ میں نازل ہوئیں۔ قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر تمام کا تمام اسی ماہ میں نازل ہوا، اور وہاں سے حسب موقع تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ صحیفہ ابراہیمی اسی ماہ کی یکم یا تین تاریخ کو نازل ہوا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ۱۸ یا ۱۲/ رمضان کو ملی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات ۶/ رمضان عطا ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ۱۲ یا ۱۳ رمضان المبارک کو ملی، جس سے معلوم ہوا کہ اس مہینہ کو کلام الٰہی کے ساتھ خاص مناسبت اور تعلق ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ماہ رمضان ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا، جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے (ذریعہ) ہدایت ہے اور واضح دلائل ہیں ہدایت سے اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔" (البقرۃ:۱۸۵)

اسی خاص مناسبت وتعلق کی بنا پر اس مہینہ میں کثرت تلاوت منقول ہے اور مشائخ کا معمول بھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے۔

رمضان کی آمد پر حضور ﷺ کا وعظ

حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم لوگوں کو

وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے جو شخص اس مہینہ میں فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھادیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کی مانند اس کو ثواب ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا جائے گا صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلادے یا ایک گھونٹ لسی پلادے اس پر بھی مرحمت فرمادیتے ہیں یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے جو شخص ہلکا کردے اپنے غلام وخادم کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم سے پناہ مانگو جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔ (مشکوٰۃ ص:۱۷۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نیک) عمل جو آدمی کرتا ہے تو (اس کے لئے عام قانون یہ ہے کہ) نیکی دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مگر روزہ اس (قانون) سے مستثنیٰ ہے کیونکہ: "الصوم لی وانا اجزی بہ" "روزہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا بدلہ دوں گا" (اور روزے کے میرے لئے ہونے کا سبب یہ ہے کہ) وہ اپنی خواہش اور کھانے (پینے) کو محض میری (رضا) کی خاطر چھوڑتا ہے روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں: ایک فرحت افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری فرحت اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بو (جو معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے آتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک (وعنبر) سے زیادہ خوشبودار ہے...... الخ" (بخاری مسلم مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ اور قرآن کریم بندے کی شفاعت کرتے ہیں (یعنی قیامت کے دن کریں گے) روزہ کہتا ہے: اے میرے رب! میں نے اس کو دن بھر کھانے پینے سے اور دیگر خواہشات سے روکے رکھا لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمایئے اور قرآن کریم کہتا ہے کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے محروم رکھا (کہ رات کی نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا تھا) لہٰذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے چنانچہ دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

روزہ داروں کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعائے مغفرت کرتی ہیں اور افطار تک کرتی رہتی ہیں۔

روزہ کی نیت

نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں الفاظ کے ساتھ نیت کرنا ضروری نہیں ہے الفاظ کو زبان سے کہے بغیر بھی نیت ہوجاتی ہے۔

"وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ"

مسئلہ: نفل روزہ کی نیت نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے کرنا صحیح ہے مگر قضا روزے اور نذر کے روزے کی نیت صبح صادق سے پہلے کرلینا شرط ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا فرماتے: "ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء الله" کہ پیاس جاتی رہی، انتڑیاں تر ہوگئیں اور اجر انشاء اللہ ثابت ہوگیا۔ اور حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ
اٰمَنْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ"

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے

کان اور ناک میں دوا ڈالنا جان بوجھ کر منہ بھر کے قے کرنا کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جائے بشرطیکہ روزہ یاد بھی ہو عورت کو چھونے وغیرہ سے انزال ہوجانا کوئی ایسی چیز نگل لینا جو عادتاً کھائی نہیں جاتی ہو جیسے پتھر کنکر مٹی روئی کاغذ گھاس لکڑی لوہا کچا گیہوں کا دانا وغیرہ قصداً دھواں ناک یا حلق میں پہنچانا بیڑی سگریٹ حقہ پینا اس حکم میں ہے بھول کر کھاپی لیا اور خیال کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہوگا پھر جان بوجھ کر پانی پی لیا غروب آفتاب سے قبل یہ خیال کرکے کہ غروب آفتاب ہوگیا روزہ افطار کرلیا ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ

جائے گا مگر صرف قضا لازم آئے گی کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ (ردالمحتار ۲/۴۰۱)

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں

روزہ دار نے جان بوجھ کر کوئی دوا یا غذا کھالی بیوی سے صحبت کرلی' تل یا تل کے برابر کوئی چیز بغیر چبائے نگل جائے' بھول کر کھاتے یا پیتے ہوئے روزہ یاد آگیا پھر بھی کھانا پینا جاری رکھا' یہ علم تھا کہ احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا' روزہ دار کو احتلام ہوگیا پھر بھی کھاپی لیا تو ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوں گے۔

رمضان المبارک میں روزہ رکھ کر بغیر کسی عذر شرعی روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے' کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام کا آزاد کرنا ورنہ بلا ناغہ ساٹھ روزے رکھے' اگر روزہ نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے

بلا ضرورت کوئی چیز چبانا' نمک وغیرہ کا ذائقہ چکھ کر تھوکنا' قصداً منہ میں تھوک بھر کر نگل لینا' تمام دن ناپاک رہنا' ناک یا کلی میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا' غیبت کرنا' جھوٹ بولنا' جھگڑا کرنا' فضول باتیں کرنا' گالی گلوچ کرنا' منجن یا ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کرنا' یہ تمام چیزیں مکروہ ہیں' ان سے روزہ کے ثواب میں کمی آجاتی ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۱:...... بھول کر کھاپی لینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ روزہ فرض' واجب یا نفل ہو۔ (فتح القدیر ۲/۲۵۴/ردالمحتار ۲/۳۹)

۲:...... خوشبو خواہ کتنی ہی تیز ہو' سونگھنے سے روزہ نہیں جاتا اسی طرح گرد وغبار' مکھی یا کسی قسم کا دھواں بے اختیار حلق میں اتر جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ردالمحتار ۲/۳۹۵)

۳:...... سرمہ اور تیل وغیرہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح آنکھ میں دوائی ڈالنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ردالمحتار ۲/۳۹۵)

۴:...... مسواک کرنے سے خواہ تر ہو یا خشک ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ردالمحتار ۲/۴۱۹)

۵:...... کلی کرنا' غسل کرنا' ناک میں پانی چڑھانا' گیلا کپڑا بدن پر لپیٹنا بلا کراہت جائز ہے' اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۶:...... انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (امداد الفتاوی ۲/۱۳۵)

۷:...... کان میں پانی پڑنے' چنے کے برابر دانتوں کے درمیان کوئی چیز پھنسی رہ گئی' اسے نگلنے' دانتوں کا خون نکل کر حلق تک پہنچا اور پیٹ تک نہ پہنچا یا پیٹ تک پہنچا لیکن تھوک خون پر غالب تھا تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا' ناک کی رطوبت' بلغم یا لعاب سے تر ہونٹوں کو چاٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

فدیہ کے مسائل

اگر کوئی بیمار ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو صحت کے بعد روزہ قضا رکھنا فرض ہے' البتہ اگر صحت کی کوئی امید نہ ہو یا آخر دم تک روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو بالکل مایوسی ہوتی ہو تو روزہ کا فدیہ دے دے' یعنی ایک روزہ کے عوض نصف صاع گندم یا اس کی قیمت کسی مسکین کو دے دے۔

(خلاصۃ الفتاوی ۲/۲۶۱)

فدیہ رمضان سے قبل دینا جائز نہیں رمضان شروع ہونے کے بعد آئندہ ایام کا فدیہ ایک ساتھ دے سکتے ہیں۔

(ردالمحتار ۲/۴۲۷/احسن الفتاوی ۴/۴۳۵)

حکومت سانحہ داتا دربار کی تحقیقات کیلئے اعلیٰ اختیاراتی کمیشن مقرر کرے: حشمت حبیب

تحریک تحفظ عدلیہ کے صدر اور ہفت روزہ ختم نبوت کے قانونی مشیر حشمت حبیب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ نے کہا کہ داتا دربار پر کھیلی جانے والی خون کی ہولی نے کئی گہرے سوالات اٹھا دیے ہیں' جس کا جواب حاصل کرنے کے لئے ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیشن کی تشکیل ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ہر گھرانے میں حضرت علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخشؒ کا انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ ذکر رہتا ہے' اس لئے کوئی بھی مسلمان یا داتاؒ کے چاہنے والا ہندو و عیسائی بھی ایسی خونریزی کا تصور نہیں کرسکتا۔ حشمت حبیب نے کہا کہ لاہور میں قادیانیوں کی عبادت گاہوں پر ہونے والے تشویشناک واقعہ کے بعد پنجاب حکومت کی حکمت عملی کی وجہ سے صوبے کے حالات خراب نہیں ہوسکے تو اس کے فوراً بعد حضرت داتاؒ کے مزار کے احاطے میں ہونے والے حالیہ واقعات حکمرانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت غیر ملکی قوتیں مختلف جال پھینکتی ہیں تاکہ اپنے اسکرپٹ کے مطابق اہداف حاصل کرسکیں، لیکن اب تک یہ قوتیں کامیاب نہیں ہوسکیں، انہوں نے کہا کہ سوات میں ایک عورت پر کوڑے مارنے کی جعلی فلم بنانا اور اسے دنیا بھر میں اچھالنا، شیعہ سنی تصادم کرانے کی کوشش کرنا، بلاوجہ ۱۸ ویں ترمیم کی کارروائی کے دوران قرارداد مقاصد (جہاں اقلیتوں کے ساتھ لفظ آزادی کا استعمال ہوا اس کے بارے میں) یہ شبہ پیدا کرنا کہ یہ لفظ دانستہ طور پر حذف کیا گیا ہے اور اس طرح چیف جسٹس کو ریمارکس کا موقع فراہم کرنا تاکہ دنیا بھر میں یہ تاثر پیدا ہو کہ پاکستان میں پچیس سال سے اقلیتوں کو اپنے نظریات کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی حاصل نہیں ہے اب جبکہ داتا صاحبؒ کا سانحہ ہوا ہے حکمرانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ وہ اس کی تحقیقاتو جوہات سامنے لانے کے لئے اعلیٰ اختیاراتی کمیشن مقرر کرے اور ان معاملات کا ہر پہلو سے جائزہ لیا جائے کہ کون کون سی ملک دشمن قوتیں مختلف جذباتی کھیل کھیل کر پاکستان کو تیزی سے ابتری کی طرف لے کر جانا چاہتی ہیں۔

حرمین شریفین کا سفر

پانچویں قسط

دیارِ حبیب ﷺ سے دیارِ غیر تک

مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

بالآخر ہم شہدائے احد کو شاعر کے ان الفاظ میں خراج محبت وعقیدت پیش کرتے ہوئے یہاں سے آگے جانے کے لئے روانہ ہوئے:

نرالی شان سے پورا کیا عہد وفا کو تم نے
فنا ہوکر خدا کی راہ میں بقا پائی ہے تم نے

شہدائے احد کو سلام عقیدت پیش کرنے کے بعد بیئر عثمانؓ پر حاضری دی' بیئر عثمانؓ وہ کنواں ہے جو حضرت عثمانؓ نے ایک یہودی سے خرید کر اہل مدینہ پر وقف کیا تھا اور زبان نبوت سے جنت کی بشارت پائی تھی' جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرماکر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہاں پینے کے لئے میٹھے پانی کی شدید تکلیف تھی' یہ کنواں اس وقت ایک یہودی کی ملکیت میں تھا' وہ یہودی اسے کاروبار کا ذریعہ بناکر اس کا پانی اہل مدینہ پر مہنگے داموں فروخت کرتا تھا' اس صورت حال کے پیش نظر رحمت کائنات ؐ نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان اس کنویں کو خرید کر اہل مدینہ پر وقف کرے' اسے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔'' یہ سعادت حضرت عثمان غنیؓ کو نصیب ہوئی' انہوں نے جاکر مذکورہ یہودی سے بات کی تو وہ نصف کنواں بیچنے پر راضی ہوگیا' حضرت عثمان غنیؓ نے تقریباً بارہ ہزار درہم کے عوض نصف کنواں خرید کر فوراً وقف کردیا اور طے ہوا کہ ایک دن حضرت عثمان غنیؓ اور ایک دن اس یہودی کے تصرف میں یہ کنواں ہوگا' چنانچہ حضرت عثمانؓ کی باری والے دن اہل مدینہ دو دن کے استعمال کا پانی بھر لیتے تھے اور یہودی اپنی باری کے دن تمام دن تنہا کنویں پر بیٹھا مکھیاں مارتا رہتا' یہودی نے جب اپنا کاروبار ٹھپ ہوتے دیکھا تو بقایا نصف کنواں بھی آٹھ ہزار درہم میں حضرت عثمانؓ کو فروخت کردیا' یوں حضرت عثمانؓ نے تقریباً بیس ہزار درہم میں یہ مکمل کنواں خرید کر اہل مدینہ پر وقف کردیا اور زبان رسالت ؐ سے جنت کی بشارت پائی اور یہی وہ کنواں ہے جہاں سے پیغمبر اسلام کی لخت جگر خاتون جنت حضرت فاطمہؓ پانی کے مشکیزے بھر کے لایا کرتی تھیں' جس کے سبب ان کے کندھوں پر نشانات پڑ گئے تھے۔

بیئر عثمانؓ سے ہوتے ہوئے ہم مسجد قبلتین میں حاضر ہوئے' یہ مسجد وادیٔ عقیق کے قریب ایک ٹیلہ پر واقع ہے' اس کو مسجد قبلتین اس لئے کہا جاتا ہے کہ تحویل قبلہ کا واقعہ اسی مسجد میں عین حالت نماز میں پیش آیا تھا' یہاں دو رکعت نفل ادا کرنے کے بعد ہم مقام خندق کی جانب روانہ ہوئے۔ غزوۂ احزاب کے وقت تمام کفار نے متحد ہوکر جب مدینہ طیبہ پر چڑھائی اور زبردست یلغار کا فیصلہ کیا اور مدینہ طیبہ کے دفاع میں اس وقت خندق کھودی گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز پیر' منگل اور بدھ کو یہاں قیام فرماکر دعا کی' جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور اسی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ نے شدت بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔ یہاں جبل سلع کے مغربی کنارے ایک پہاڑی پر چھوٹی سی مسجد ہے' جو مسجد فتح کے نام سے مشہور ہے' کہا جاتا ہے کہ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے' اس سے نیچے پہاڑی کے دامن میں دوسری ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو مسجد سلمان فارسیؓ کے نام سے مشہور ہے' کہتے ہیں یہاں حضرت سلمان فارسیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہریدار کی حیثیت سے قیام فرماتے' اس کے تھوڑے سے فاصلہ پر مشرق کی جانب مسجد عمرؓ ہے' اس کے عقب میں چند قدم کے فاصلے پر مسجد حضرت علیؓ ہے' مسجد عمر کے سامنے مسجد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہے' یہاں یہ مقدس ہستیاں قیام فرما تھیں' ان کے ناموں کی مناسبت سے یہ مساجد تعمیر کی گئی ہیں۔ مقام خندق سے ہم مسجد قبا کی طرف روانہ ہوئے' یہ مدینہ طیبہ سے تقریباً دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں تشریف آوری کے وقت سب سے پہلے بنی عوف میں قیام فرمایا تھا' مسجد قبا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر اپنے دست مبارک سے تعمیر فرمایا تھا اور یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ مسجد حرام' مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کے بعد یہ مسجد تمام مساجد میں افضل ہے اور قرآن کریم میں اس مسجد کا ذکر خیر اور اس کی مرتبت وفضیلت بڑی وضاحت اور اہتمام کے ساتھ مذکور ہے۔ آپ ؐ اس مسجد میں اکثر تشریف لایا کرتے

تھے اور آپ کا ارشاد گرامی ہے: ''جو مسلمان باوضو ہو کر آئے اور دو رکعت نماز نفل اس مسجد میں آ کر پڑھے اسے ایک عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔'' یہاں دو رکعت نفل پڑھ کر جب ہم باہر آئے تو اس کے قریب ہی ایک ویران سی چاردیواری پر نظر پڑی' جس کے اندر کچھ خاردار جھاڑیاں بھی تھیں۔ ہمارے پوچھنے پر مقامی لوگوں نے بتایا کہ یہ منافقین کی تعمیر کردہ مسجد ضرار کی جگہ ہے' جنہوں نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سازشوں کا مرکز قائم کرنے کے لئے مسجد کے مقدس نام کی آڑ میں مسجد ضرار کے نام سے ایک سازش گھر تعمیر کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس کا افتتاح کرنے کی درخواست کی تھی' چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک جہادی سفر پر تشریف لے جارہے تھے' آپؐ نے فرمایا کہ سفر سے واپسی پر تمہاری اس درخواست پر غور کیا جائے گا' جب آپؐ سفر سے واپس ہوئے تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی منافقین کے مکروفریب ان کے عقائد وعزائم اور مسجد ضرار کی تعمیر کے حوالہ سے ان کی گہری سازش کا پردہ چاک فرما کر حکم دیا: ''لاتقم فیہ ابدا'' اس پورے واقعہ کی تفصیل قرآن مجید میں مذکور ہے' چنانچہ آپؐ نے منافقین کے عزائم سے باخبر ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ کو بھیج کر مسجد ضرار کو گرانے اور اس کے ملبہ کو آگ لگانے کا حکم فرمایا۔ میں اس جگہ کو دیکھ کر حسب عادت سوچ رہا تھا کہ چودہ سو سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آج بھی یہ جگہ اور اس میں موجود خاردار جھاڑیاں منافقین کے نفاق اور اسلام واہل اسلام کے خلاف ان کی سازش کی چغلی کھا رہی تھیں اور ان کے مکروفریب کو بے نقاب کررہی تھیں اور نگاہ بصیرت کے حامل انسان کو ''فاعتبروا یا اولی الابصار'' کی کھلی دعوت دے رہی تھی۔ وطن عزیز پاکستان میں موجود قادیانی عبادت گاہوں کی حیثیت قرآن وسنت کی روشنی میں بالکل اس سے ملتی جلتی ہے۔ کاش کہ ہمارے حکمران اس مسئلہ کی طرف توجہ فرما کر مسلمانان پاکستان کے مذہبی جذبات کی قدر کرتے اور فتنہ قادیانیت کی جانب سے مسجد ضرار کی طرز پر بننے والی عبادت گاہوں کا وہی علاج کرتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کا کیا تھا اور بہت سارے پیچیدہ مسائل خودبخود حل ہوجاتے۔

یہاں سے فارغ ہو کر ہم باغ سلمان فارسیؓ سے ہوتے ہوئے' بیرغرس کی باہر سے زیارت کرتے ہوئے مسجد جمعہ کی زیارت کو آئے' مسجد اس وقت بند تھی' اسلئے باہر سے زیارت پر اکتفا کیا۔ مدینہ تشریف آوری کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا جمعہ اسی جگہ ادا فرمایا تھا۔ اس مسجد کے سامنے ایک پلاٹ نما زمین کا ٹکڑا خالی پڑا تھا' بتایا جاتا ہے کہ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال قبیلہ بنونجار کا مسکن تھا جن کی معصوم بچیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت دف بجا کر طلع البدر علینا کا خیر مقدمی ترانہ گا کر اپنی معصومانہ ادا سے پیغمبر اسلام کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔ یہاں سے ہوتے ہوئے ہم نے نماز ظہر واپس آ کر مسجد نبوی میں ادا کی۔ حدیث پاک کی روشنی میں جہاں ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نماز کے برابر ہے۔

مساجد مدینہ طیبہ میں سے چند مساجد کی زیارت کی بھی سعادت نصیب ہوئی:

☆ مسجد مصلی یا مسجد غمامہ: مناص کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں عیدین کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

☆...... مسجد سقیا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے لئے جب تشریف لے جارہے تھے تو اس جگہ نماز ادا فرمائی تھی اور اہل مدینہ کے لئے رحمت وبرکت کی دعا بھی فرمائی تھی۔

☆...... مسجد ذباب: احد کے راستہ میں واقع ہے' یہاں بھی آپؐ نے نماز ادا فرمائی۔

☆...... مسجد الفضیخ: اس جگہ آپؐ نے بنونضیر کے محاصرہ کے وقت نماز پڑھی تھی۔ ''فضیخ'' کھجور کی

مرزائی: اللہ ورسول کے قانون اور دستور پاکستان کے باغی ہیں

''ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپاہی ہیں، ان کے ساتھ محبت رکھنے والے لوگ بھی قسمت کے سکندر ہیں، ہر مشکل کا حل رب تعالیٰ نے درود شریف میں رکھا ہے، سچے دل سے، سچی زبان کے ساتھ رزق حلال کھا کر، کثرت سے درود شریف تنہائی میں پڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا، مشکل آسان ہوجائے گی، علما کرام کی محفل میں جانا بھی سعادت ہے، اکابر پر اعتماد بڑی چیز ہے، مرزائی اللہ اور اس کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون اور دستور پاکستان کے باغی ہیں۔ ان باغیوں کا مقابلہ ہر دور میں اکابر علما کرام نے کیا ہے۔ ہمیں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ پاک نے یہ سعادت دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں میں شامل کیا ہے۔''

(مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی)

''ہمیں تو یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ ہم جناب سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی کے کتے ہیں، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ان کی گلی کے کتے بھی ہم سے اچھے ہیں وہ قریب ہیں، ہم بعید ہیں۔''

(حضرت مولانا سعید احمد دہلویؒ)

شراب کو کہا جاتا ہے' مشہور ہے کہ اس مقام پر حضرت ابوایوب انصاریؓ حرمت شراب سے قبل اپنے احباب کے ساتھ شراب نوشی میں مشغول تھے کہ تحریم شراب کا حکم نازل ہوا' اسی وقت آپ نے شراب کے سارے مٹکے گرادیے۔

☆...... مسجد بنوقریظہ: مسجد فضیخ کے تھوڑے سے فاصلے پر واقع ہے۔ بنوقریظہ یہود کے محاصرہ کے وقت آپؐ یہاں قیام فرما تھے۔

☆...... مسجد بنی ظفر یا مسجد البغلہ: جنت البقیع سے مشرق کی جانب واقع ہے' مسجد کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کے سُم کا نشان ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مسجد البغلہ بھی کہتے ہیں۔

☆...... مسجد الاجابہ: بقیع سے شمال کی جانب واقع ہے' یہاں بھی آپ نے قیام فرمایا اور نماز پڑھی۔

☆...... مسجد سجدہ: اس جگہ آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی اور طویل سجدہ فرمایا۔

☆...... مسجد ابیؓ: یہ جنت البقیع سے متصل ہے' یہاں حضرت ابی بن کعبؓ کا مکان تھا۔ آپؐ اکثر یہاں تشریف لایا کرتے تھے اور نماز بھی پڑھا کرتے تھے۔

☆...... مسجد حرام: رسول خداؐ نے اس جگہ بھی نماز پڑھی اور اس کے قریب ایک غار ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھی نازل ہوئی تھی اور آپؐ خندق کے ایام میں اسی غار میں رات کو آرام فرماتے تھے۔

☆...... مسجد ابوبکرؓ: مسجد مصلی کے قریب واقع ہے اور مسجد علیؓ بھی۔

☆...... مسجد ابراہیم: مسجد بنوقریظہ سے شمال کی جانب واقع ہے' یہاں سیدنا ابراہیم بن محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تھی' آپ نے اس جگہ بھی نماز پڑھی۔

قیام مدینہ طیبہ کے دوران ان میں سے چند ایک مساجد میں جانے کا شرف نصیب ہوا' عدم فرصت کی بنا پر سب کی زیارت نصیب نہ ہوسکی۔ یہ مساجد رحمت کائناتؐ کے سجدوں کی یادگار ہیں۔ ان جگہوں پر آپ کے قدمین کی برکت سے رحمت خداوندی کے آثار نظر آتے ہیں:

قدم قدم پہ برکتیں نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

(جاری ہے)

تراویح کے ضروری مسائل

مفتی محمد بن جمیل خان

مسئلہ: پورے رمضان میں تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنا سنت ہے اور دو مرتبہ ختم کرنا بہتر ہے اور تین مرتبہ ختم کرنا افضل ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: تراویح میں خلاف شرع کاموں سے بچنا ضروری ہے، مثلاً: اتنی جلدی پڑھنا کہ حرف کٹنے لگیں اور سمجھ میں کچھ نہ آئے۔ تراویح جلد ختم کرنے اور لوگوں کی نماز میں تعداد بڑھانے کے لئے اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور قعدہ میں درود پڑھنا چھوڑ دے، رکوع و سجود سنت کے موافق نہ کرے، اس قسم کی باتوں سے تراویح کا ثواب ملنا تو درکنار بلکہ اور عذاب کا اندیشہ ہے۔ (مراقی الفلاح)

مسئلہ: جو شخص کھڑی ہوکر تراویح پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو اس کو بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: اجرت دے کر قرآن مجید سننا جائز نہیں، لینے اور دینے والے دونوں ثواب سے محروم رہیں گے۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر امام دوسری رکعت کا قعدہ کرکے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور چار رکعت پوری کرلیں تو یہ چار رکعت پوری ہوگئیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر نیت دو رکعت کی باندھی اور بھولے سے چار رکعت پڑھ لی اور بیچ میں قعدہ نہیں کیا تو یہ دو رکعتیں شمار ہوں گی، لہٰذا بعد کی رکعتوں میں جو قرآن مجید پڑھا تھا وہ پھر لوٹایا جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: قرآن مجید پورا ختم کرلینے اور سن لینے کے بعد بھی رمضان کی باقی راتوں میں تراویح نہ چھوڑی جائے اور سورۃ تراویح پڑھتا رہے کیونکہ رمضان کے پورے مہینہ تراویح پڑھنا موکدہ ہے۔ (شامی)

مسئلہ: تراویح کی نماز مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی سنت موکدہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: عورتوں کی جماعت جس کی امام عورت ہو مکروہ ہے خواہ تراویح ہو یا غیر تراویح۔ (درمختار)

مسئلہ: آدمی بیٹھا رہے اور جب امام رکوع میں جائے تو جلدی سے نیت باندھ کر شامل ہوجائے، یہ مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: سارے قرآن میں کسی سورہ کے شروع میں ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے ضرور پڑھے، باقی سورتوں کے شروع میں آہستہ پڑھے، یہ ضروری نہیں کہ قل ہو اللہ پر ہی بسم اللہ زور سے پڑھی جائے۔ (درمختار)

☆☆...... ☆☆

مسئلہ ختم نبوت..... فقہائے کرام کی نظر میں!

مفتی عنایت الرحمن علوی

(۱) عقیدہ ختم نبوت نص قرآن و حدیث فرض ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء و المرسلین اور آپ کے لائے ہوئے دین کو خاتم الادیان سمجھنا فرض ہے۔ آپ کی ختم نبوت کا منکر اور آپ کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کا معتقد کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(فتاویٰ حقانیہ ص:۱۴۸، ج:۱)

(۲) بعض روایات میں ہے کہ تیس دجال ہوں گے، ہر ایک ان میں سے دعویٰ نبوت کرے گا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاف فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو پھر مدعی نبوت کے اہل باطل و اہل ضلال (گمراہ) ہونے میں کسی مسلمان کو کیا شبہ ہوسکتا ہے اور اس کے کفر و ارتداد میں کیا ریب و تردد (شک) ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ملخصاً ص:۳۲۸، ج:۱۲)

(۳) مرزائیوں کا کھانا اہل اسلام کے لئے درست نہیں، اس لئے کہ ان مرزائیوں سے تعلقات، میل جول مفاسد سے خالی نہیں، نیز خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے عدم محبت کا اظہار ہے چونکہ مرزائی کافر ہیں۔ (فتاویٰ مفتی محمود بحکیر ص:۲۰۷، ج:۱)

(۴) مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری، باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اس حقیقت واقعی کو ستمبر ۱۹۷۴ء میں آئینی طور پر بھی تسلیم کرلیا گیا ہے اور اس غرض کے لئے پاکستان کے دستور میں ایسی ترمیم کردی گئی ہے، جس پر ملک کے تمام مسلمان متفق ہیں۔ (فتاویٰ عثمانی ص:۵۹، ج:۱)

(۵) ایسا شخص جو صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے لیکن اس کے تعلقات قادیانی جماعت کے ساتھ ہیں، اگر وہ دل سے بھی ان کو اچھا سمجھتا ہو تو وہ مرتد ہے اور بلاشبہ خنزیر سے بھی بدتر ہے، اس سے تعلقات رکھنا ناجائز ہے...الخ (احسن الفتاویٰ ص:۴۶، ج:۱)

(۶) سوال میں مذکور شخص سے صراحتاً مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں پوچھا جائے اگر وہ مرزا غلام احمد اور مرزائیوں کی ہر دو جماعت کو برملا کافر اور ان کے مرتد ہونے کا اعلان کردے اور مرزائیت اور ہر دین باطل سے توبہ کرے تو مسلمان سمجھا جائے ورنہ اس کا صرف اتنا کہہ دینا کہ: ''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں'' اس پر مسلمان کا حکم لگانے کے لئے کافی ہے۔

(خیر الفتاویٰ ص:۸۰، ج:۱)

(۷) جمہور علمائے اسلام مرزا غلام احمد قادیانی کو بوجہ ان کے دعوائے نبوت اور توہین انبیاء کے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں، مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں نبوت، مجددیت، محدثیت، مسیحیت کا اتنی صراحت اور اتنی کثرت سے دعویٰ کیا ہے کہ اس کا انکار یا اس کی تاویل ناممکن ہے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے، ملت اسلامیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں جو لوگ قادیانیوں کے عقائد کفریہ سے واقف ہوں اور پھر بھی ان کو مسلمان سمجھیں وہ گویا خود بھی ان عقائد کفریہ کے معتقد ہیں، اس لئے وہ بھی اسلام سے خارج اور قادیانیوں کے زمرے میں شمار ہوں گے۔

(کفایت المفتی جدید ص:۳۲۲، ۳۲۴، ۳۲۵، ج:۱)

(۸) حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا قرآن کریم میں مذکور ہے، لہٰذا جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ شخص نص قرآنی کا منکر ہے اور قرآن شریف کی کسی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے، یہی حال اس شخص کا ہے جو اس مدعی نبوت پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے عقائد کفریہ اختیار کئے جس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہوگیا جو شخص بھی اس کے کفریہ عقائد کی تصدیق کرے گا اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ص:۱۱۴/۱۱۶، ج:۲)

(۹) جو کوئی شخص یہ اعتقاد نہ رکھے کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں وہ مسلمان نہیں ہے اور اگر یہ کہا کہ میں رسول ہوں (اگرچہ اس کی مراد اصطلاحی رسول و پیغمبر نہ ہو) بلکہ پیغام رساں مراد ہو تب بھی وہ کافر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص:۲۶۳، ج:۲)

(۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کہ آپ فی الحال رسول ہیں اور خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں جبکہ آپ کو رسول سمجھنے کا ایمان ہو لیکن خاتم الانبیاء نہ سمجھے تو وہ مومن نہیں ہے۔

(مجمع الانہر باب المرتد ص:۶۹۱، ج:۱)

(۱۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت بالاجماع کفر ہے۔

(شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی ص:۲۰۲)

(۱۲) بلاشبہ قرآن کریم کی وحی قطعی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ قطعیہ اور امت محمدیہ کے قطعی اجماع سے ثابت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر نبوت کا مدعی کافر اور دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے اور جو شخص اس مدعی نبوت کی تصدیق کرے اور اسے مقتداء و پیشوا مانے وہ بھی کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(فتاویٰ بینات، ص:۲۱۸، ج:۱)

(۱۳) خاتم الانبیاء کا وہی مفہوم ہے جو قرآن و حدیث کے قطعی نصوص سے ثابت اور امت کا متواتر اور اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "آخری نبی" ہیں، آپ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ قطعی غلط ہے اس کی کوئی تاویل لائق اعتبار نہیں، دسویں صدی کے مجدد ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ بالاجماع کفر ہے۔ آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوش و حواس سے محروم ہو تو اس کو معذور سمجھا جائے گا ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی لہٰذا جو شخص قادیانیوں کے عقائد سے واقف ہو اس کے باوجود ان کو مسلمان سمجھے تو ایسا شخص خود مرتد ہے کہ کفر کو اسلام سمجھتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل از مولانا محمد یوسف لدھیانوی، ص:۲۰۳، ص:۲۱۲، ص:۲۶۲، ج:۱)

(۱۴) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ جو شخص علم و کمال حاصل کرے وہ نبی ہو سکتا ہے، چنانچہ میں بھی نبی ہو سکتا ہوں وہ شخص اسلام سے خارج ہے تجدید ایمان و تجدید نکاح اس کے لئے ضروری ہے۔

(عزیز الفتاویٰ، ص:۷۰)

(۱۵) پوری امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو گیا ہے، آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا اور یہ عقیدہ قرآن و حدیث سے ایسے محکم اور قطعی طریقہ پر ثابت ہے کہ اس میں ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش نہیں، قرآن مجید میں آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اور خود آپؐ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کر دیا گیا ہے، میں خاتم النبیین ہوں اور اب میرے بعد کوئی نیا نبی اللہ کی طرف سے نہیں آئے گا اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبرؓ کے زمانہ خلافت سے لے کر آج تک پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ جس طرح توحید و رسالت، قیامت و آخرت اور قرآن کے کلام اللہ ہونے کا منکر، پنج گانہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا اسی طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا بھی کسی حال میں مسلمان نہیں ہو سکتا ایسا شخص کذاب ہے، ملعون ہے دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اگر وہ پہلے مسلمان تھا تو اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد قرار دیا جائے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ، ص:۲۰۹، ج:۷)

(۱۶) ختم نبوت و انقطاع رسالت کا مسئلہ قرآن و حدیث میں نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ بہرحال یہ تو صحیح ہے کہ نبوت کی دو قسمیں ہیں نبوت تشریع جس میں نبی صاحب شرع مستقل ہو دوسرے نبوت غیر تشریع جس میں نبی صاحب شرع مستقل نہ ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت باقی نہ رہی۔ اس پر تمام امت، صوفیہ اور علما کا اجماع ہے کہ رسالت و نبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی اب کسی کے لئے باب نبوت مفتوح نہیں ہو سکتا۔

(امداد الاحکام ج:۱، ص:۹۳، ص:۹۵، ص:۹۹)

(۱۷) جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ سمجھے وہ مسلمان نہیں ہے اسی طرح جو شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں وہ کافر ہے۔

(فتاویٰ تاتارخانیہ، احکام المرتدین، ص:۸۰،۲۷۴، ج:۵)

(۱۸) جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ مثل مرتد کے ہے خواہ اپنی نبوت کی طرف وہ لوگوں کو سراً دعوت دے یا جہراً، جو شخص یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے تمام احکام میں مثل مرتد کے ہے، اس لئے کہ وہ کتاب اللہ کا منکر ہے کیونکہ اس نے آپؐ کے اس حکم میں تکذیب کی کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھی افترا کرتا ہے۔

(جواہر الفتاویٰ، بحوالہ شرح شفا، ص:۵۰، ج:۱)

(۱۹) جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت کسب و عمل سے حاصل ہو سکتی ہے اور کبھی منقطع نہ ہوگی یا یہ کہ نبی سے ولی افضل ہے وہ زندیق ہے اور اس کا قتل واجب ہے۔ اسی طرح ہم اس شخص کو بھی کافر سمجھتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کو نبی مانے یعنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کو نبی تسلیم کرے جیسے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی یا آپ کے بعد کسی شخص کی نبوت کا قائل ہو اس لئے کہ آپ بنص قرآن و حدیث خاتم النبیین ہیں۔

(جواہر الفتاویٰ، بحوالہ ابن حبان و شرح شفا، ص:۵۲/۵۱، ج:۱)

(۲۰) جو شخص آپ کو آخر الانبیاء نہ سمجھے وہ مسلمان نہیں، اس لئے کہ یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے ہے۔ (الاشباہ والنظائر، ص:۲۹۱، ج:۱)

ایک اہم مسئلہ: آپ کے بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام حدیث لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کے منافی

نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تو وہ نبی تشریعی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نازل ہوں گے وہ نبی غیر تشریعی ہو کر آئیں گے، کیونکہ وہ اس وقت شریعت محمدی کا اتباع کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی قسم کی نبوت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ملی بلکہ ان کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوت مل چکی ہے اور خاتم النبیین ولا نبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا، ہاں یہ ممکن ہے کہ انبیا سابقین میں سے کوئی نبی آپؐ کے بعد تک زندہ رہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ظہور میں آ چکی اور حضور کے بعد وہ زندہ ہیں سو یہ امر لا نبی بعدی کے خلاف نہیں اور نہ اس حالت میں نبی کا عزل نبوت سابقہ سے لازم آیا بلفظ دیگر خاتم النبیین ولا نبی بعدی سے حدوث عطا نبوت بعدہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی ہوتی ہے بقاء نبوت حاصلہ قبلہ، کی نفی نہیں ہوتی جبکہ مرزا کا دعویٰ نبوت یقینا ان نصوص کے خلاف ہے، کیونکہ وہ مردود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوا اور اپنے لئے نبوت کا مدعی ہے، اس سے حضور کے بعد کسی کو نبوت دیا جانا لازم آتا ہے۔ (امداد الاحکام، ص:۶۳، ج:۱)

الغرض تمام اسلاف امت، صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین اور چودہ سو برس تک کے تمام علماء مسئلہ ختم نبوت پر متفق ہیں لہٰذا تمام مدعیان نبوت بشمول مرزا قادیانی اپنے خیالات و عقائد باطلہ کفریہ کے باجماع امت کافر و مرتد ہیں جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ روافض نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؓ نبی ہیں، لعنت کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق ان پر قیامت تک اور برباد کرے ان کی کھیتیوں کو اور نہ چھوڑے ان میں سے کوئی گھر میں بسنے والا اس لئے کہ انہوں نے اپنے غلو میں مبالغہ سے کام لیا اور کفر میں جم گئے اور اسلام و ایمان کو چھوڑا اور انبیاء و قرآن کا انکار کیا پس ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں، اس شخص سے جس نے یہ قول اختیار کیا۔ (غنیۃ الطالبین، ص:۲۱۹)

شیخ کی اس دعا پر آمین کہتے ہوئے ہم اپنے لئے ہدایت، دین کی صحیح سمجھ اور اس پر صحیح عمل کی توفیق کے لئے دعا گو ہیں۔ ☆☆

قابل رشک زندگی اور لائق فخر موت

مولانا محمد عرفان

قابل رشک زندگی اور لائق فخر موت ہر ایک کا نصیب تو نہیں ہوتا، لیکن جب دینے والا دینے پر آئے تو کسی کی مجال ہے کہ وہ اسے روک سکے؟ شہادت ایک بہت بڑی نعمت ہے، یہ ہر کسی کو نہیں ملا کرتی، بڑے بڑوں نے اس کی تمنا کی اور اس کے لئے دست طلب دراز کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جیسے جری، بہادر شہسوار اور معرکوں میں فیصلہ کن کردار کے حامل، شہادت کی نعمت سے محروم رہے۔ میرے مشفق و مہربان اور محسن و مربی و مرشدی حضرت اقدس مفتی سعید احمد جلال پوری شہید نور اللہ مرقدہ نے بھی شہادت کے لئے اپنا دست طلب اللہ تعالیٰ کے سامنے دراز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرما کر شہادت کے عظیم رتبے پر فائز کر دیا اور آپ حیات ابدی اور حیات جاودانی پا گئے۔

حضرت مفتی شہیدؒ نے دین کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تھا۔ آپ ایک درویش منش، بلند پایہ بزرگ، نمود و نمائش سے کوسوں دور، اکابر علماء دیوبند کی تصویر، اسلاف کی روایات کے امین اور اپنے شیوخ کے صحیح جانشین تھے۔ آپ کی شخصیت علمی و عملی اوصاف و کمالات سے متصف تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ خوبیوں سے نوازا تھا، تھوڑے ہی عرصے میں آپ ملت کا عظیم اثاثہ بن چکے تھے، اسی بنا پر آپ اندرونی و بیرونی اسلام دشمن قوتوں کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے تھے، آپ کی شخصیت نہایت ملنسار اور عجز و انکسار کا نمونہ تھی، آپ ہر دلعزیز تھے۔

بچے کے دل کی تختی صاف ہوا کرتی ہے، آپ جو چاہیں نقش کر دیں پھر وہ نقش مٹائے نہیں مٹتا۔ آپ نے ابتدائی سلوک رہبر شریعت و طریقت، مخدوم العلماء، شیخ التفسیر حضرت اقدس مولانا عبداللہ بہلوی نور اللہ مرقدہ سے حاصل کیا۔ حضرت بہلویؒ نے اپنی توجہ و کرامت سے آپ کے تمام لطائف جاری فرما دیئے، اس کے بعد سے ہی آپؒ نے روحانیت کی منزلوں پر چلنا شروع فرما دیا تھا، یہیں سے اسلام اور اکابرین اسلام کی محبت کا وہ نشہ چڑھا کہ پھر تادم آخر اسے کوئی ترشی اتار نہ سکی، یہاں تک کہ آپ کو شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اجازت و خلافت سے نوازا۔

مومن اگر صحیح معنوں میں صفت ایمان کے ساتھ متصف ہو تو اسے کلیمانہ جرأت عطا ہوتی ہے، پھر "فراعین زمانہ کو وہ خاطر میں نہیں لاتا" آپ نے ہر باطل فرقہ کے خلاف لکھا اور خوب لکھا، چاہے وہ قادیانیت کی صورت میں ہو یا زید حامد کے فتنے کی صورت میں، چاہے وہ ظالم و جابر حکمرانوں کی صورت میں ہو یا عریانیت و فحاشی کی صورت میں، ہر ایک باطل کو قلم و زبان کے ذریعے سے للکارا۔ چنانچہ آپ کی مایہ ناز کتاب "حدیث دل" اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی شہادت ایک قومی المیہ سے کم نہیں، ان کی جدائی سے ان کا ہر چاہنے والا اداس ہے، لیکن یہ اداسی شاید وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہو جائے، لیکن ان کی انمٹ یادیں جو دلوں کے نہاں خانوں میں بسی ہوئی ہیں، وہ شاید کبھی بھی جدا اور ختم نہ ہو سکیں گی۔ ☆☆

توہین رسالت کے ملزموں کا قتل

پروفیسر خباب احمد خان

فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر اور ضلعی صدر مقام ہے۔ لاہور سے ۸۷ میل کے فاصلے پر ہے، سڑک، ریل اور فضائی راستوں کے ذریعے لاہور، سرگودھا اور کراچی سے ملا ہوا ہے۔ ۱۸۹۸ء میں انگریزوں نے اسے بسایا، اس کا نام گورنر پنجاب سرجیمز لائل کے نام پر رکھا گیا، شہر کا خاکہ سوڈان کے دارالحکومت خرطوم کی طرح برطانوی پرچم یونین جیک کے نمونے پر بنایا گیا ہے۔ شہر کے وسط میں ایک گھنٹہ گھر ہے، جس کے اردگرد آٹھ بازار ہیں، اس کا رقبہ ۴ مربع میل ہے، اس کے آٹھ بازاروں کے نام یہ ہیں: ریل بازار، جھنگ بازار، کچہری بازار، چنیوٹ بازار، بھوانہ بازار، امین پورہ بازار، منٹگمری بازار اور کارخانہ بازار ہیں۔

تحریک آزادی کے دوران پنڈت جواہر لال نہرو اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے اس کے دورے کئے، یہاں پارچہ بافی، شکر سازی، خوردنی تیل، بناسپتی گھی، ہوزری، ادویات، کھاد اور صابن سازی کے متعدد کارخانے ہیں۔ ملک کی شہرہ آفاق زرعی یونیورسٹی اسی شہر میں ہے۔ اس کی آبادی ۱۹۹۸ء کی مردم شماری کے مطابق ۱۹۷۷۲۳۶ ہے۔ اسے پاکستان کا عظیم ترین صنعتی شہر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ پاکستان میں سب سے زیادہ سوتی کپڑا فیصل آباد میں تیار کیا جاتا ہے، اسی لئے اسے پاکستان کا مانچسٹر کہتے ہیں۔ مانچسٹر برطانیہ کا چوتھا بڑا شہر ہے اور کپڑے کی صنعت کا مرکز ہے۔ ستمبر ۱۹۷۷ء میں اس کا نام سعودی عرب کے شہید بادشاہ فیصل بن عبدالعزیز السعود کے نام پر فیصل آباد رکھا گیا۔

فیصل آباد کو پچھلے کچھ عرصے سے مذہبی حوالے سے کئی تنازعات کا مرکز بنایا جا رہا ہے اور اس کا امن وامان تباہ کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ ماہ ربیع الاول میں میلاد کے جلوس کی آڑ میں مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کی مسجد اور مدرسے کو نشانہ بنایا گیا اور ان کی قبر کی بے حرمتی کی گئی۔ اس دوران قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی کتب کو بھی نذر آتش کرنے کا عمل ہوا۔ مولانا زاہد محمود قاسمی کو گرفتار کیا گیا اور پھر پرزور احتجاج کے بعد رہا کیا گیا۔ توہین رسالت کے پے در پے کئی واقعات ہوئے، حال ہی میں توہین رسالت کا ایک افسوسناک واقعہ رونما ہوا، دو عیسائی بھائیوں راشد عمانوئیل اور ساجد عمانوئیل جو وارث پورہ میں رہائش پذیر تھے، ان دونوں کی جانب سے مسلمانوں کو مبینہ طور پر ہاتھ سے ایک خط لکھا گیا، جس میں مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف مائل کرنے کے لئے ایک طرف عیسائیت کی خوبیاں بیان کی گئیں اور دوسری جانب اسلام سے دور کرنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انتہائی نازیبا اور ناقابل بیان پیرائے میں نفرت کا اظہار کیا گیا۔ اس خط میں راشد اور ساجد نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ ان کا تعلق ایک این جی او سے ہے اور وہ مسلمانوں کو ''سیدھا'' راستہ دکھانا چاہتے ہیں۔ اس خط میں اس بات کا تذکرہ بھی کیا گیا کہ ان کی کوششوں سے متاثر ہوکر ماضی کا محمد خورشید بلوچ اب کارل بلوچ اور عمران اب عمران مسیح بن چکا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ بہت سے مسلمان ''سچائی'' کی طرف آرہے ہیں۔

> اسلام کی تعلیمات میں نہ صرف خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء کی نبوت و رسالت کے برحق ہونے کا ذکر ہے.... کسی بھی انسان کو ناحق قتل کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا

یہ خط چار اوراق پر مشتمل تھا، بسوں میں سفر کے دوران ایک پمفلٹ کی شکل میں تقسیم کیا جاتا، مقامی صنعت کار خرم شہزاد کی فیکٹری میں کام کرنے والے ایک کارکن کو بس کے سفر کے دوران یہ پمفلٹ دوران تقسیم پہنچا، جب اس نے یہ پڑھا تو اس میں انتہائی دل آزار خیالات دیکھ کر اپنے مالک کو مطلع کیا، جس نے اسے پڑھا اور پھر تھانہ سول لائن سے رجوع کیا۔ ۲۹۵-سی کے تحت مقدمہ درج کرایا گیا۔ اس پمفلٹ پر راشد اور ساجد کے موبائل نمبر بھی درج تھے، جن پر رابطہ کرکے ان کے تبلیغی مشن کی تحسین کی گئی اور ایک جگہ انہیں بلایا گیا۔ متضاد اطلاعات کے مطابق ساجد اکیلا یہاں آیا تو اسے گرفتار کرلیا گیا اور راشد کو جو غیر ملکی چرچ

سے وابستہ تھا، اقلیتی ایم پی اے نے پولیس کے حوالے کیا، دوسری اطلاع یہ ہے کہ دونوں بھائی مقررہ جگہ پہنچے تو انہیں گرفتار کرلیا گیا۔ ساجد کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک طالب علم تھا، گرفتاری کے بعد انہیں ضلع کچہری لایا گیا، اس دوران وکیل کے یونیفارم میں ملبوس کسی نامعلوم شخص نے پستول کی گولیوں سے انہیں قتل کردیا اور پولیس انسپکٹر محمد حسین کو زخمی کردی، اس واقعے سے صورت حال انتہائی کشیدہ ہوگئی۔

بدقسمتی سے ہمارے ملک میں این جی اوز اور عیسائی مشنریوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی کھلی چھٹی ہے، وہ خط وکتابت کورسز سے لے کر عام پمفلٹوں تک مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور ان پر کوئی قدغن نہیں۔ ان کی تبلیغی سرگرمیاں ملک بھر میں انتہائی تسلسل سے جاری ہیں۔ فیصل آباد اور اس قسم کے دوسرے شہر جہاں مزدوروں کی بڑی تعداد ہے، عیسائی مشنریوں کا خصوصی مرکز ہیں۔ فیصل آباد بھی ان کی یلغار کا شکار ہے۔ عیسائی کمیونٹی کے مطابق فیصل آباد میں تقریباً تین لاکھ عیسائی ہیں۔ عیسائی چرچوں کی اکثریت غیر ملکی امداد پر چلتی ہے، نائن الیون کے بعد شروع ہونے والی صلیبی جنگ کے بعد مسلم ممالک خصوصاً پاکستان میں عیسائی مشنریوں اور چرچوں کی مالی امداد میں خاصا اضافہ کردیا گیا ہے۔ ان کی کئی تقریبات پرل کانٹی نینٹل ہوٹلز میں ہوتی ہیں، جن پر لاکھوں روپیہ خرچ آتا ہے، وہ سرعام اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں، چرچوں میں ''شفائیہ'' عبادات کے نام پر کمزور عقیدے کے مسلمانوں کو گھیر کرلایا جاتا ہے اور پہلے سے سکھائے ہوئے بیمار اور معذور شفا کا ناٹک رچا کر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں اور غربت و افلاس کے شکار مسلمانوں کو بیرون ملک ملازمت کا جھانسہ دے کر عیسائیت کی طرف مائل کرتے ہیں۔ حکومت اور اس کے ادارے عالمی سطح پر بدنامی کے خوف سے یا غیر ملکی مالی اعانت کے لالچ میں ان سرگرمیوں سے تغافل برتتے ہیں، جب کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے تو بلاتحقیق اس پر رائے زنی کرکے مزید اشتعال کا ذریعہ بنتے ہیں۔

تسلسل سے ہونے والے ایسے واقعات کے پیچھے توہین رسالت کے قوانین کے خاتمے کے لئے کوشاں قوتوں کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ توہین رسالت کے کئی مرتکبین عیسائی نوجوانوں کو مغربی ممالک کے دباؤ پر راتوں رات رہا کرکے بیرون ملک بھیجنے کے کئی واقعات ریکارڈ پر ہیں۔ اس واقعے کے پیچھے بھی ان قوتوں کا عمل دخل ہوسکتا ہے۔ ہمارے ہاں تحقیق کا عنصر نہ ہونے کے برابر ہے، اسی لئے اکثر اوقات چند دنوں کی سرگرمی دکھا کر واقعے کو سردخانے کی نذر کردیا جاتا ہے۔ مجرم کو کیفر کردار تک نہ پہنچنے سے بھی جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ توہین رسالت کا ارتکاب ہمیشہ یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کی طرف سے ہی ہوتا ہے اور تاریخ ایسے بے شمار واقعات کی شاہد ہے، آج تک کسی مسلمان نے اس کا ارتکاب نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات میں نہ صرف خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء کی نبوت و رسالت کے برحق ہونے کا ذکر ہے۔ مسلمان حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا سچا نبی تسلیم کرتے ہیں، مذہبی قوتوں کو اس موقع پر مل بیٹھ کر اس کا حل سوچنا چاہئے۔ کسی بھی انسان کو ناحق قتل کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا، چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کے واقعات کو روکے، عیسائی اب سے نہیں قیام پاکستان کے بعد سے یہاں مقیم ہیں، اس سے پہلے ان میں کشیدگی نہیں تھی، اب کیوں ہے؟ اس کی وجہ ان کا اپنی حدود سے تجاوز کرنا ہے، کیا عیسائی کمیونٹی مسلم مبلغین کو کھلے عام اپنے علاقوں میں تبلیغ کی اجازت دے سکتی ہے؟ یقیناً نہیں تو پھر اسے بھی احتیاط کا مظاہرہ کرنا چاہئے، دونوں جانب کی قیادت کو مل کر ایسا لائحہ عمل طے کرنا چاہئے کہ آئندہ ایسے واقعات رونما نہ ہوں۔

یہاں اس بات کا تذکرہ بھی کرنا ضروری ہے کہ صاحبزادہ فضل کریم جنہوں نے سانحہ داتا دربار کے متعلق موثر آواز بلند کررکھی ہے، توہین رسالت کے اس اہم اور حساس معاملے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ ان سے کئی بار رابطے کے باوجود اس معاملے سے آگاہ نہ ہونے کا عذر تراشتے رہے۔ اس لاتعلقی کی وجہ اگر فوری طور پر معلوم نہ بھی ہو تو مستقبل قریب میں اس کا جواب ضرور مل جائے گا۔ یہ رویہ بھی چغلی کھا رہا ہے کہ اس واقعے کے پس پردہ قوتیں موجود ہیں، جو اس واقعے کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنانا چاہتی ہیں۔ توہین رسالت کسی خاص مکتب فکر کا معاملہ نہیں، بلکہ یہ تمام مسلمانوں کے ایمان کا مسئلہ ہے، اس لئے اس معاملے کو مخصوص رنگ دینا اور مخصوص مقاصد کے لئے استعمال کرنا بھی انتہائی مذموم ہے۔ ہم عیسائی نوجوانوں کے قتل کی مذمت کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ عدالتی تحقیقات کے ذریعے سامنے آنے والے حقائق عوام کو بتائے جائیں اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ ایسے واقعات میں ملوث پس پردہ قوتوں کو چاہے وہ غیر ملکی ہوں یا مقامی، انہیں بے نقاب کیا جائے۔

(روزنامہ اسلام کراچی ۲۵/جولائی ۲۰۱۰ء)

بقیہ: مسئلہ تکفیر اور غامدی فکر وسوچ

شک اس پر واضح کی جائے گی... ’’کیا اس کا یہ معنی نہیں کہ موصوف کفر وشرک کے مرتکب کو کافر ومشرک کہنے، یا اسے کافر ومشرک بتانے، باور کرانے اور اس کے اظہار وبیان پر پابندی لگانا چاہتے ہیں، اگر ایسا ہے تو سوال یہ ہے کہ اس عبارت میں خود انہوں نے: ’’مرتکب کفر وشرک‘‘ کے الفاظ کیوں استعمال فرمائے ہیں؟ اچھا، اگر ایسے شخص کو کافر ومشرک کہنا منع ہے تو خود انہوں نے ایسے شخص کے لئے ...... سوال یہ ہے کہ اس کفر وشرک کے مرتکب کو کافر ومشرک کہنا کیونکر ممنوع ہے؟ غالباً ان کے خیال میں کسی کو از خود کافر بنانے کو تکفیر کہتے ہیں، حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ کوئی داعی کسی مسلمان کو از خود کافر نہیں بناتا، بلکہ اس کے کافرانہ اور مشرکانہ عقائد کو کفر وشرک بتاتا ہے، دوسرے الفاظ میں وہ اس کے کفر وشرک کی نشاندہی کرتا ہے۔

اس لئے کہ ایک مسلمان داعی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے کافرانہ اور مشرکانہ عقائد کے مرتکب افراد کو بتلائے کہ تمہارے فلاں فلاں عقائد ونظریات کفریہ اور شرکیہ ہیں اور جو شخص ان عقائد ونظریات کو اپناتا ہے وہ دائرہ اسلام سے نکل کر کفر وشرک کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے اور جو شخص دائرہ اسلام سے نکل کر دائرہ کفر میں داخل ہو جاتا ہے، اس کے احکام بدل جاتے ہیں، مثلاً اس کا کسی مسلمان سے نکاح نہیں ہو سکتا، اگر پہلے سے کسی مسلمان سے اس کا نکاح تھا تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا، اگر ایسا انسان مر جائے تو اس کا جنازہ نہیں ہے، اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جا سکتا، اور وہ کسی مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا، اور وہ مسلمانوں کی نماز کی امامت نہیں کر سکتا، اور اس کا مسلمان معاشرہ اور مسلم برادری میں شمار نہیں ہو سکتا وغیرہ، وغیرہ۔ بتلایا جائے کہ کسی داعی کو اس کا حق کیوں نہیں دیا جا سکتا؟ اور جب کسی ایسے بدعقیدہ کے بارہ میں داعی سے استفسار کیا جائے تو وہ کن دلائل کی بنا پر اس کو مسلم برادری میں شامل کرے گا؟

موصوف کی تحریر کو بار بار پڑھنے سے جو نتائج حاصل ہوتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

الف:... قرآن وسنت کی رو سے کسی داعی کو مسلمانوں کے کسی فرد کی تکفیر کا حق نہیں ہے۔

ب:... اگر کوئی شخص کفر وشرک کا مرتکب ہو، مگر وہ اپنے ان کفریہ وشرکیہ عقائد کو کفر وشرک نہ سمجھے تو اس کو کافر ومشرک کہنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

ج:... اگر کوئی شخص کفر وشرک کا ارتکاب کرنے کے بعد اپنے ان معتقدات کو کفر وشرک کہے اور سمجھے تو اس کو کافر ومشرک کہا جائے گا۔

د:... ایسا شخص جو کفریہ وشرکیہ عقائد واعمال کا ارتکاب کرے، اگرچہ اس کو کافر ومشرک نہیں کہا جائے گا، مگر اس کے سامنے کفریہ وشرکیہ عقائد واعمال کی حقیقت اور اس کی قباحت وشناعت بے شک بیان کی جائے گی۔

ہ:... تکفیر کے لئے چونکہ اتمام حجت کی ضرورت ہوتی ہے اور اتمام حجت صرف اللہ کا نبی ورسول کر سکتا ہے، لہٰذا اللہ کے رسول کے بعد قیامت تک اب کسی فرد یا جماعت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی کو کافر قرار دے۔

و:... بایں ہمہ داعی حق کو کفر وشرک کے ابطال کے سلسلہ میں مداہنت اختیار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

ز:... داعی حق کو کسی مرحلہ میں یہ حق حاصل نہیں کہ امت میں شامل کسی فرد یا جماعت کو کافر ومشرک قرار دے، اور ان کے جمعہ وجماعت سے الگ ہو کر اور ان سے معاشرتی روابط منقطع کر کے اپنی الگ امت اس امت مسلمہ میں کھڑی کرنے کی کوشش کرے۔

اگر ہم نے غامدی صاحب کی اس ’’مجتہدانہ تحقیق‘‘ کا صحیح مطلب سمجھا ہے، اور یقیناً صحیح سمجھا ہے، بلکہ کوئی معمولی اردو خواں بھی اس سے اختلاف نہیں کرے گا کہ ہم نے موصوف کی اس عبارت سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔ اس مختصری تمہید کے بعد ہم جناب غامدی صاحب سے پوچھنا چاہیں گے کہ:

ا:... وہ اپنے اس دعویٰ پر کہ: ’’قرآن وسنت کی رو سے کسی داعی کو مسلمانوں کے کسی فرد کی تکفیر کا حق نہیں ہے‘‘ قرآن وسنت کی کوئی ایسی صریح نص پیش فرما سکتے ہیں، جن میں واضح طور پر فرمادیا گیا ہو کہ اسلام سے پھر کر مرتد ہونے اور کفر وشرک اختیار کرنے والے کی تکفیر نہ کی جائے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ موصوف کفر واسلام کی سرحدوں کو مٹانے اور مسلم وکافر کے فرق کو مٹانے کی ناپاک تحریک کے علم بردار ہیں۔

۲:... موصوف کا دوسرا دعویٰ ہے کہ: ’’اگر کوئی شخص کفر وشرک کا مرتکب ہو، مگر وہ اپنے ان کو کفریہ اور شرکیہ عقائد کو کفر وشرک نہ سمجھے تو اس کو کافر ومشرک کہنے کا

کسی کو حق نہیں ہے۔“

اس پر بھی ہم جناب غامدی صاحب سے عرض کریں گے کہ قرآن و سنت میں ایسی کوئی تصریح موجود ہے کہ کسی مرتکب کفر و شرک کو کافر و مشرک نہ کہا جائے۔ کسی ملک کا شہری اگر ملکی قوانین سے بغاوت کی بناء پر باغی کہلا سکتا ہے اور اس کو بغاوت کی سزا دی جاسکتی ہے تو بتلایا جائے کہ جو مسلمان اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور پوری امت کے تعامل سے بغاوت کرے تو اس کو کیوں اللہ اور رسول اور امت مسلمہ کا باغی نہیں کہا جاسکتا؟ اور اللہ و رسول کے ایسے باغی کو بغاوت کی سزا کیوں نہیں دی جاسکتی؟

غامدی صاحب انصاف سے بتلایئے کہ آپ کسی ملک کے باغی کے بارہ میں بھی ارباب اقتدار کو مشورہ دیں گے کہ جو شخص ملکی قوانین کا باغی ہو، آپ اس کو بیشک یہ تو بتلائیں کہ تم نے بغاوت کی ہے اور تم نے بُرا کیا ہے، مگر اس کے باوجود نہ تو اس کو باغی کہا جائے گا اور نہ ہی اس کو اس بغاوت کی سزا دی جائے گی، اور نہ ہی اس سے معاشرتی رابطہ منقطع کر کے اپنی الگ جماعت بنا کر اپنے ملک کے اندر ایک دوسری جماعت کھڑی کرنے کی کوشش کی جائے گی؟“

(یہاں تک حضرت شہیدؒ کی پرمغز و مدلل تحریر تھی، آگے اس ہیچمداں کی پیوندکاری ہے)

کوئی غامدی صاحب سے پوچھے کہ حضور! آپ تو مسلمان داعی کو اس کا پابند فرماتے ہیں کہ کفر و شرک کے ایسے مرتکب جو اپنے کفر و شرک کو کفر و شرک نہ سمجھے، اس سے معاشرتی روابط منقطع نہ کیے جائیں، مگر اللہ تعالیٰ آپ کے برعکس یہ فرماتے ہیں کہ:

۱:...”وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیت اللّٰہ یکفر بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذاً مثلھم۔“ (النساء:۱۴۰)

ترجمہ:...”اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزأ اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردیں کہ اس حالت میں تم بھی ان ہی جیسے ہوجاؤ گے۔“

۲:...”واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ، واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔“ (الانعام:۶۸)

ترجمہ:...”اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہوجا، یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر تجھ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔“

۳:...”لا تجدقوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللّٰہ ورسولہ ولو کانوا آبائھم او ابنائھم او اخوانھم او عشیرتھم۔“ (المجادلۃ:۲۲)

ترجمہ...”جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں، گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہو....“

۴:...”یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاء کم من الحق...“ (الممتحنۃ:۱)

ترجمہ:...”اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو، حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آچکا ہے وہ اس کے منکر ہیں۔“

سوال یہ ہے کہ آنجناب کا ان ارشادات الٰہی کے بارہ میں کیا فتویٰ ہوگا؟

۲:... اگر ایک داعی کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے والوں سے معاشرتی بائیکاٹ کی اجازت نہیں تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت میں ظاہر ہونے والے فتنہ پروروں کے بارہ میں حضرت حذیفہؓ سے یہ کیوں فرمایا تھا کہ:

''تلزم جماعت المسلمین وامامھم، قلت: فان لم یکن لھم جماعۃ ولا امام، قال: فاعتزل تلک الفرق کلھا ولو ان تعض باصل شجرۃ حتی یدرکک الموت وانت علی ذلک، متفق علیہ...'' (مشکوٰۃ ص:۴۶۲)

ترجمہ:... ''(ایسی صورت میں) مسلمانوں کے امام اور ان کی جماعت کو لازم پکڑو، حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا: اگر اس وقت مسلمانوں کی کوئی جماعت اور امام نہ ہو تو؟ فرمایا: بس ان تمام فرقوں سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اگر کر سکتے ہو تو کسی درخت کی جڑ میں جا کر بیٹھ جاؤ، یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے۔''

کہیں ایسا تو نہیں کہ جناب غامدی صاحب قادیانیوں جیسے منکرین ختم نبوت، سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے باغیان رسول اور ملعونوں کو اسلام کے لبادہ میں باور کرانا اور دکھانا چاہتے ہیں اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستانی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو جو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے، یہ فیصلہ دینا پارلیمنٹ کے دائرہ کار میں نہیں آتا تھا، اگر وہ یہی کہنا چاہتے ہیں تو یہ بات موصوف کے پیش نظر رہنی چاہئے کہ یہ فیصلہ صرف پاکستانی پارلیمنٹ کا نہیں، بلکہ اگر انہیں قرآن وسنت سے کوئی علاقہ وتعلق ہے تو ان کو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر وغیر مسلم ہے، اس کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

اب اگر کوئی شخص قرآن وحدیث کے خلاف دعویٰ نبوت کرے اور اپنے تئیں... نعوذ باللہ... حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل وبرتر کہے اور مسلمانوں کے جذبات سے کھیلے، قرآن وسنت، اسلامی اقدار اور شعائر اسلام کا مذاق اڑائے، بتلایا جائے کہ موصوف اس کو بھی مسلمان کہیں گے یا کافر؟

بہرحال غامدی صاحب! دنیا اور دنیا کے مفادات ایک نہ ایک دن ختم ہو جائیں گے اور ہمیں زندگی بھر کے لمحے، لمحے کا حساب دینا ہوگا، ہماری زبان اور قلم سے جو کچھ نکلا ہے، ہمیں اس کا حساب دینا ہوگا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری یہ تحریریں ہمارے گلے کا طوق ثابت ہوں اور ہمیں بھی ان لوگوں کی ہمنوائی میں ان کے ساتھ کر دیا جائے جو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی تھے یا ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

صحابہ کرامؓ نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا: قاضی احسان احمد

نواب شاہ... (مولانا تجمل حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے زیر اہتمام ۱۷/ جولائی ۲۰۱۰ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مکی مسجد لائن پار نواب شاہ میں ''تحفظ ختم نبوت'' کے نام سے ایک پروگرام منعقد کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک اور ہدیہ نعت پیش کرنے کے بعد مولانا محمد عثمان کا بیان ہوا۔ ان کے بعد مبلغ ختم نبوت مولانا قاضی احسان احمد کا ولولہ انگیز خطاب ہوا۔ سامعین کی کثیر تعداد سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے قبل جب جھوٹے مدعی نبوت نے اعلان نبوت کیا تو صحابہ کرامؓ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کو ان کے پیروکاروں سمیت واصل جہنم کیا، جن لوگوں نے اسلام کے خلاف سازشیں کیں یا اسلام کو مٹانے کی ناکام کوشش کی، وہ خود مٹ گئے اور بے نام ونشان اور خائب وخاسر ہوگئے، جنہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے قربانی دی وہ ہمیشہ کے لئے کامیاب اور زندہ جاوید ہوگئے۔ ہمارے اکابرین ایک صدی سے زائد عرصہ سے قادیانیت کی سرکوبی اور ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتے آرہے ہیں۔ اس پروگرام میں علما، طلبا اور عوام الناس کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور جلسہ کے اختتام پر مجلس کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ دوسرے روز مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد کبیر، جامع مسجد باب رحمت اور جامع مسجد مدینہ منوآباد میں درس قرآن دیا اور نمازیوں کے سامنے عقیدہ ختم نبوت بیان کرتے ہوئے انہیں قادیانیوں کی سازشوں سے بھی آگاہ کیا۔ ان تمام پروگراموں کا اہتمام راقم الحروف اور مقامی جماعت کے رفقاء نے کیا۔ اللہ رب العزت تمام ساتھیوں کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنائیں اور ہم سب کو زیادہ سے زیادہ تحفظ ناموس رسالت کے مشن کو پھیلانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی ﷺ اکرم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجیے

اپیل کنندگان

قائم مقام امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

ولی کامل، مخدوم العلماء، شیخ الحدیث

مولانا عبدالمجید لدھیانوی

ناظمِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔